حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ

ے

مطابق استفادہ میں قدرے آسانی ہو جائے، احقر کی کوتاہ نظری کے باوجود اہل علم حضرات نے اس کوشش کو مجموعی طور پر سراہا۔ اور استاذی المکرم حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری نور اللہ مرقدہ نے تو احقر راقم کے اس ارادہ و عمل کی بہت حوصلہ افزائی فرمائی، اور حجۃ الاسلام قدس سرہ کی لاجواب تصنیف "قبلہ نما" کو اسی ترتیب و تزئین سے شائع کرنے کی خواہش کا اظہار بھی فرمایا، حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ اس کا عربی اور انگریزی ترجمہ کرانا چاہتے تھے۔

الحمد للہ بزرگوں کی دعا کا ہی یہ اثر معلوم ہوتا ہے کہ مجھ جیسے ناکارہ و بے علم کے واسطہ سے حضرت حجۃ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کے علمی نوادر میں سے "مباحثہ شاہجہان پور" اور "میلہ خداشناسی" دارالاشاعت کراچی سے اور "تحذیر الناس" مکتبہ قاسم العلوم کراچی سے اس نئی ترتیب و تزئین کے ساتھ شائع ہو کر قبولیت حاصل کر چکی ہیں۔ اب اس سلسلہ کی کتاب "مناظرہ عجیبہ" مکتبہ قاسم العلوم کراچی شائع کر رہا ہے۔ "تحذیر الناس" کی "مناظرہ عجیبہ" کے نام سے یہ شرح حقیقۃً "تحذیر الناس" کو سمجھنے کے لئے ایک لازمی حیثیت رکھتی ہے، اسکی افادیت کا اندازہ تو مطالعہ کے بعد ہی ہوگا، آخر میں اس بات کی وضاحت کرنا ضروری ہے کہ "مناظرہ عجیبہ" میں بھی اصل کتاب کی عبارت میں ذرہ برابر تقدیم و تاخیر اور ردوبدل نہیں کیا گیا، صرف پیراگراف بنا کر عنوانات کا اضافہ کیا گیا ہے اور عربی فارسی عبارتوں کا ترجمہ نیچے حاشیہ میں لکھا گیا ہے البتہ بعض جگہ "ادس" "اون" وغیرہ قدیم الفاظ اُس اُن وغیرہ ہو گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس حقیر کوشش کو قبول فرمائے اور آخرت میں اسی قافلہ کے ساتھ بعثت فرمائے جسکی خوشہ چینی کی سعادت اس دارِ فانی میں عطا فرمائی ہے

وباللہ التوفیق

راجی رحمۃ ربہ الکریم

حسین احمد نجیب

رفیق دارالتصنیف دارالعلوم کراچی

اتوار ۲۰ رجمادی الاخریٰ ۱۳۹۸ھ

اعلانِ حق

اور قاسمیہ قاسم نانوتوی کی طرف منسوب جس کی "تحذیر الناس" ہے اور اس نے اپنے اس رسالہ میں کہا ہے بلکہ بالفرض آپ کے زمانہ میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی بھی کوئی نبی پیدا ہو تو بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ عوام کے خیال میں تو رسول اللہ کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ سب میں آخر نبی ہے مگر اہل فہم پر روشن کہ تقدم یا تاخر زمانہ میں بالذات کچھ فضیلت نہیں الخ (حسام الحرمین مطبوعہ ۱۹۷۵ء صفحہ ۲)

والقاسمیۃ المنسوبۃ الی قاسم النانوتوی صاحب تحذیر الناس وهو القائل فیه ولو فرض فی زمنه صلی اللہ تعالی علیه وسلم بل لو حدث بعده صلی اللہ تعالی علیه وسلم نبی جدید لم یخل ذلک بخاتمیته وانما یتخیل العوام انه صلی اللہ تعالی علیه وسلم خاتم النبیین بمعنی اٰخر النبیین مع انه لا فضل فیه اصلا عند اهل الفهم الی اٰخر۔

(حسام الحرمین طبع سنہ ۱۹۷۵ء صفحہ ۱۹)

اصل حقیقت یہ ہے کہ یہ عبارت "تحذیر الناس" کے مندرجہ ذیل تین فقروں میں تقدیم و تاخیر کر کے مسلسل بنائی گئی ہے۔ قارئین خود ملاحظہ کر سکتے ہیں۔

- بلکہ اگر بالفرض آپ کے زمانے میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔
- بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔
- عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلعم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخر نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانے میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔

"فیصلہ تیرا تیرے ہاتھوں میں ہے دل یا شکم"

قبل از جواب ایک ضروری گذارش

مولنا آپ کو بھی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی سے ضد معلوم ہوتی ہے جو
موجبات افضلیۃ سے تماشا ہے کہ وہابیوں کو بدنام کریں اور آپ ان کا کام کریں واقعی
خداوند عدل کی طرف سے یہ اس تہمت کا جواب ہے جو سنیان سنت کے ذمہ لگائے گئے تھے۔

مولانا قبل از جواب یہ گذارش ہے کہ افضلیۃ اور مفضولیۃ آثار تشکیک میں سے
ہیں کیونکہ افضل اور مفضول اگر ایک کلی مشکک کے افراد نہ ہوں گے تو یا تو ایک کلی
متواطی کے افراد ہوں گے یا دو کلی متبائن کے اشخاص پہلی صورت میں تو فرق اشدیۃ
واضعفیۃ وغیرہ اقسام تشکیک کی کوئی صورت نہیں اور افضلیۃ میں بھی اشدیۃ وغیرہ
ہوتے ہیں اور مفضولیۃ میں اضعفیۃ وغیرہ اور دو کلی کے اقسام میں سے ہوں گے تو
یہ نسب ثلاثہ جنکو تساوی اور کمی اور بیشی کے ساتھ تعبیر کرتے ہیں متصور نہیں خواہ تساوی
اور کمی بیشی فی الکم ہو جو ان سب کے لئے اصل موضوع ہے یا تساوی کمی بیشی فی الکیف ہو
جیسے اکثر بولا کرتے ہیں۔

الغرض جس وصف میں کمی بیشی یا مساوات ہو اس وصف کا اشتراک دونوں جا
بدیہی ہے اور جب افضلیۃ کے لئے تشکیک کی ضرورت ہوئی تو تشکیک کے لئے بینے
عروض منجانب الی جانب کی ضرورت ہے یعنی کہیں وہ وصف مبحوث عنہ ذاتی بمعنے
بالذات ہو اور کہیں عرضی بمعنے بالعرض ورنہ اس تفاوت مراتب کی پھر کوئی صورت
نہیں وصف واحد مصدر وصف واحد کیونکہ ایک معلول کے لئے دو علتیں نہیں ہوسکتی
ورنہ خدا کا تعدد بھی ممکن ہو گا اس لئے تشکیک کے لئے ضرور ہے کہ کہیں وصف مشکک

محذورِ رابع

کیا خاتم موصوف بالذات متعدد ہونگے؟

خاتم بمعنے موصوف بالذات بالمعنی المسلم اگر متحقق ہو تو لا محالہ ایک ہی ہوگا جو خاتم سلسلہ کل موصوفین بالعرض کا ہو پس چھ خاتم جو طبقاتِ ستہ میں ہیں کسی قسم کے خاتم ہیں اگر وہ بھی موصوف بالذات ہیں تو تعدد لازم آیا اور جن کو موصوف بالعرض قرار دیا تھا بعض ان میں سے موصوف بالذات نکلے اور اگر موصوف بالذات نہیں تو خاتم نہ ہوئے پس اثر ابن عباسؓ سے انکار لازم آیا اور اس میں نبی کنبیکم موجود ہے۔

جواب

خاتم حقیقی اور اضافی

مولانا یہ اعتراض تو آپ کے منہ زیب نہیں دیتا کیا آپ فرق حقیقی و اضافی سے بھی واقف نہیں جیسے جزئی حقیقی بھی ہوتی ہے اور اضافی بھی ہوتی ہے ایسے ہی خاتم بھی حقیقی ہوتا ہے اور اضافی بھی ہوتا ہے صفحہ[۱] ۲ کی تحذیر الناس کی اس عبارت کو دیکھئے۔

"ہر زمین میں اس زمین کے انبیاء کا خاتم ہے پر ہمارے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ان سب کے خاتم انتہی۔"

ہیں اگر اوروں کی خاتمیت کو بھی علی الاطلاق رکھتا تو یہ اعتراض بجا تھا سو جیسے جزئی ہونے کے یہ معنی ہیں کہ اپنے مافوق کی نسبت جزئی ہے علی الاطلاق جزئی نہیں ایسے ہی

۱؎ ص ۵۶ جدید ایڈیشن، مکتبہ قاسم العلوم کراچی

واسطہ فی العروض کا ثبوت

اب شبہ ثالث بھی دیا چاہیئے اس محذور میں تین تقریریں ہیں جن کا ماحصل ایک جدا اعتراض ہے خلاصہ اعتراض اول تو یہ ہے کہ انبیاء باقی سے سلب نبوت ذاتی بمعنی بالذات لازم آئے گا اس کا جواب تو فقط اتنا ہے کہ یہ اعتراض تو اور انبیاء کے نبی بالذات ہونے پر موقوف ہے اگر اعتراض کرنا تھا تو پہلے اس مقدمہ کو ثابت کرنا تھا سو یہ مقدمہ آپ سے ثابت ہوا نہ ہوا انشاء اللہ تعالیٰ بڑی دلیل آپ بیان فرماتے تو یہ بیان فرماتے کہ اوروں کا نبی ہونا منصوص ہے یا بتواتر ان کا ادعاء نبوت اور اظہار اعجاز منقول ہے لیکن اس سے جب کام چل سکتا ہے کہ کلمہ مشتق مبداء اشتقاق کی وصف ذاتی بمعنی بالذات ہونے پر دلالت کرے سو یہ آپ سے ثابت ہوا نہ ہوا انشاء اللہ تعالیٰ ورنہ اطلاق حار آگ پر ممنوع ہو یا اس اطلاق سے اس کا حار بالذات ہونا ثابت نہ ہو بلکہ ممکنات پر یا تو اطلاق موجودیت بلکہ مخلوقیت ممنوع ہو کیونکہ مخلوقیت کے لئے خالق کی طرف سے ایجاد یعنی اعطاء وجود ضرور ہے اور یا ممکنات کا موجود بالذات ہونا جو مستلزم وجود ذاتی ہے لازم آئے سو اگر ان مشتقات کا اطلاق موصوفین بالعرض پر درست ہے تو نبی کا اطلاق بھی موصوفین بالعرض پر درست ہوگا اور نہیں تو واقعی آپ کا اعتراض ثابت ہو جائے گا۔

الغرض بوسیلہ نصوص قطعیہ کہئے یا بذریعہ اخبار متواترہ اگر ثابت ہوگا تو اطلاق کلمہ نبی ہی ثابت ہوگا اس سے زیادہ کیا ثابت ہوگا جو آپ اس اعتراض کو لے کر بیٹھے ہیں۔

باقی رہا یہ ارشاد کہ الاعیان الثابتہ ماشمت رائحۃ من الوجود مسلم ہم وہ نہیں کہ انکار کریں البتہ آپ کا شیوہ اختیار کریں تو گنجائش انکار ہے یعنی آپ جب

محذور سادس

اثر ابن عباسؓ منقطع ہے

اثر ابن عباسؓ اگر مولانا کے نزدیک صحیح ہے مگر منقطع بانقطاع معنوی بھی ضرور ہے بسبب مخالفت آیت خاتم النبیین سے پس لازم کہ اگر حنفی ہوں تو اس پر عمل نہ فرمائیں جیسے حدیث لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ پر باوجود صحیح ہونے کے بوجہ مخالفت عموم فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ کے حنفی عمل نہیں کرتے اور منقطع بانقطاع معنوی سمجھتے ہیں

جواب

اثر ابن عباسؓ منقطع نہیں صحیح ہے

مولٰنا میں کیا اور میرا نزدیک کیا جو آپ دربارۂ مرتبہ شناسی حدیث محدثان، والامقام کا نام لینے میں آپ کو کیا دشوار ہے ہم لوگ تو دربارۂ مرتبہ شناسی حدیث محدثان والامقام کے اس سے زیادہ مقلد ہیں کہ دربارۂ مسائل فقیہہ ائمہ مجتہدین کے تقلید بجالانے مرجا ہیے کیونکہ وہاں تو کچھ عقل و فہم کو دخل بھی ہے اور یہاں نقل محض۔ ہاں آپ کو شاید اتباع محدثین منظور نہیں اور وجہ اسکی معلوم نہیں یا آپ کو خو سلیقہ مراتب شناسی حاصل ہے یا محدثان مذکور آپ کے نزدیک قابل اعتبار نہیں۔

اگر دوسری صورت ہے تو آپ جیتے ہم ہارے اور اگر اول ہے تو آپ ہی نے رواۃ اثر مذکور میں جرح کیا ہوتا اور یہی کچھ نہ ہوتا تو اختلاف کی گنجائش تو ہو جاتی بہرحال یہ آپ کا حکم بے جا ہے کہ اس اثر پر بوجہ عدم صحت پیرا ثر تعریض میں طعن فرماتے ہیں ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ ایک حدیث ایک طریق سے ضعیف ہو اور ایک طریق سے صحیح مگر طرق بحیثیت مجموعہ قابل قبول حدیث ہوتا ہے

تو بنی کنبیکم آیا ہے اس تشبیہ کے لئے تو شرکت فی النبوۃ ہی کافی تھی خاتمیت ثابت کرنے
کی کیا حاجت تھی اور اگر حاجت تھی تو ویسی خاتمیت ثابت کرنی چاہئے جیسے خاتم النبیین
صلی اللہ علیہ وسلم کو بالنص ہے اور وہ حضرت خاتم بمعنے موصوف بالذات ہیں جس میں ،
قاسم کے نزدیک شرکت کی ہرگز گنجائش نہیں اور بمعنے آخر عن جمیع الانبیاء لینا درست
نہیں اس واسطے کہ خاتم اور انبیاؤں کا پیدا ہونا بعد خاتم مطلق کے بھی قاسم ممکن کہتا ہے کہ
جتنے زیادہ ہوں اتنے فضیلت خاتم مطلق کو بڑھے گی جو کوئی اس امکان یا فعلیۃ سے انکار
گویا زیادہ فضیلت سے منکر ہوا اور کمی فضیلت کا خواہاں ہے اور بمعنے خاتم طبقہ اول بھی
لینا درست نہیں اس واسطے کہ اس تقدیر پر زیادہ فضیلت سے انکار قاسم ہی کو لازم آئے
گا جس سے غیروں کو تحذیر فرماتے ہیں ۔

جواب

حرفِ مکرر

مولینا محذورات سابقہ خصوصًا محذور رابعہ ہی کافی تھا آپ نے اس محذور کے
رقم فرمانے میں کیوں تکلیف اٹھائی اس لئے اس کے جواب میں بھی جوابات گذشتہ
ہی کافی ہیں دیکھنے میں یہ اعتراض باین معنی بڑا ہے کہ تقریبًا پورے ایک صفحہ پر آیا
ہے پر دیسے دیکھئے تو آپ نے دکھلانے کو خواہ مخواہ وہ احتمالات پوچ رقم فرمائے ہیں
جو آپ کے نزدیک بھی یہی ہوگا کہ قاسم ان احتمالات کو ہرگز تسلیم نہ کرے گا مگر جب
آپ نے اسی مضمون سابق کو لوٹا کر ایک اعتراض جداگانہ قرار دیا تو ہم بھی جواب مستقل ہی
رقم کرتے ہیں ۔

سنئے خاتمیت زمانی کا مراد ہونا نہ ہونا پھر دیکھا جاوے گا اور یہ بات بھی جس میں پھر بھی

شکل کون سی ہے اور اسکی شرائط ہیں یا نہیں لیکن یہ بات کہنی ضرور ہے کہ جب وہ متناظرین کی نظریں امتناع و امکان میں شریک ہوں گی تو خود متناظرین بدرجہ اولیٰ امکان و امتناع میں شریک یک دیگر ہوں گے سبحان اللہ! کیسی قدرت خدا کی ظاہر ہوئی کہ کیسے منکر خداوندی کو مقر بنایا من حیث لم یحتسب۔ ع

مردے از غیب بروں آید و کارے بکند

مولینا پھر بھی ہماری یہ گذارش ہے کہ اگر گفتگو بے محل نہ ہوتی تو ہم اس کو بھی انشاء اللہ تعالےٰ ثابت کر دیتے کہ سوا خدا کے اور سب کا نظیر وجوب و امتناع و امکان میں شریک اصل ہوتا ہے خیر یہ باتیں تو ہو چکیں۔

اتصافِ ذاتی اور امتناع ذاتی

مگر اب قابل گذارش یہ بات ہے کہ اتصاف ذاتی اور امتناع ذاتی میں بھی مثل وجود تشکیک ہے جس درجہ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اتصاف ذاتی ہے اسی درجہ امتناع ذاتی بھی آپکے نظیر کو حاصل ہوگا۔

حاصل سخن یہ ہے کہ خدا کا اتصاف ذاتی اس وجہ کو مطلق ہے کہ کسی طرح کی تقیید اس کے گرد نہیں پھٹک سکتی اور ظاہر ہے کہ ممکنات کسی درجہ اطلاق میں کیوں نہ ہوں پھر بھی ان کا اطلاق اس اطلاق کی برابر نہیں ہو سکتا جو خدا تعالیٰ کو حاصل ہے سو جیسے خدا تعالیٰ کا اتصاف ذاتی بمقابلہ جملہ کائنات ہے ایسے ہی تمام مواطن وجود میں جو بالیقین سب اُس موصوف، بالذات تعالیٰ شانہٗ کے موصوف بالعرض بھی ہیں اس کا ثانی ہو نہیں سکتا اسلئے کہ ایک نوع کے موصوف بالعرض کا ایک ہی موصوف بالذات خاتم ہوتا ہے اور ظاہر ہے کہ باعتبار وجود تمام کائنات نوع واحد ہیں ایک ہی وجود سب کو محیط ہے اور وہ بھی بوجہ عروض وجود مذکور
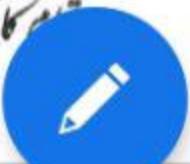
اس صورت میں اگر بالفرض حدیث لا صلوٰۃ اور عموم فاقرؤا ما تیسر میں مخالفت بھی
ہو تو ہوا کرے لیکن یہ عرض کرنی ضرور ہے کہ بوجہ انقطاع معنوی حدیث کو اگر ترک کرتے
ہیں تو حنفی ہی ترک کرتے ہیں مگر بوجہ انطباق حدیث و کلام اللہ یا بوجہ عدم مخالفت حدیث
و کلام اللہ سب اہل ایمان و اسلام کے ذمہ حدیث کا تسلیم کرنا ضرور ہے۔

باقی مجھ کو آپ سے تو جو اعتقاد ہے وہ خدا تعالیٰ ہی کو معلوم ہے عام اہل اسلام
کے ایمان میں بھی کچھ تردد نہیں ہوتا جو یوں کہوں کہ آپ اگر مومن ہوں تو ضرور ہے کہ اس
اثر کو تسلیم فرمائیں آپ نے اگر یہ کہہ لیا کہ اگر حنفی ہوں الخ تو بلا سے

محذور سابع

خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی نظیر ممتنع بالذات ہے؟

جب کہ خاتم سلسلہ نبوت کا تعدد قاسم کے معنے مختار سے محال ہے اور اقرار بھی ہے
کہ اگر کوئی نبی کسی طبقہ سماء یا ارض میں قبل یا مع یا بعد آپ کے فرض کیا جائے تو وہ بھی
موصوف بالعرض ہی ہوگا اس کا سلسلہ آپ ہی پر ختم ہوگا کچھ فضیلت خاتم مطلق صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم میں نقصان نہ آئے گا بلکہ زیادہ ہو جائے گی پس معلوم ہوا کہ جیسے واجب تعالیٰ
موصوف بالذات ہیں اور اس کا نظیر ممتنع بالذات ہے ایسے ہی، خاتم النبیین صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم موصوف بالذات ہیں اور ان کا نظیر ممتنع بالذات ہے ایسے ہی خاتم النبیین صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم موصوف بالذات ہیں اور ان کا نظیر ممتنع بالذات ہے سبحان اللہ کیا
معجزہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ظہور میں آیا کہ منکر کو مقر کر دیا من حیث لم یحتسب۔ ع

مردے از غیب بروں آید و کارے بکند

محذورِ ثامن

تفسیر بالرائے مذموم ہے

معلوم ہے کہ تفسیر بالرائے میں کیا شدید حدیث شریف میں وارد ہوئی ہے باوجود اس کے خاتم النبیین کی تفسیر ایسی کی کہ کوئی بھی اس کا موافق اور مؤید علماء اُمّت سے نہیں طرفہ یہ ہے کہ مخالفت جمہور کی بھی اور مطلب بھی ثابت نہ ہوا۔

جواب

تفسیر بالرائے کے مفہوم میں غلطی

مولینا یہ بھی معلوم ہے کہ تفسیر بالرائے پر وعید شدید ہے اور یہ بھی معلوم ہے کہ، تفسیر بالرائے اُسے نہیں کہتے جسکو آپ تفسیر بالرائے سمجھتے ہیں اور نیز یہ بھی معلوم ہے کہ اور علماء بھی در بارہ اتصاف ذاتی ہمارے موافق ہیں اور نیز یہ بھی معلوم ہے کہ اگر اور کوئی یہ تفسیر نہ لکھے تب بھی مخالفت جمہور نہیں اور پھر بایں ہمہ اہل فہم و انصاف کے نزدیک ہمارا مطلب ایسی طرح ثابت ہے کہ اس میں ہرگز گنجائش تردد و تامل نہیں۔

مولینا اگر یہی تفسیر بالرائے ہے تو بالضرور آپ مفسرین کبار کو بھی داخل وعید مذکور سمجھتے ہوں گے کیونکہ ایک ایک آیت میں اقوال متعددہ موجود سب تو مرفوع الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہو ہی نہیں سکتے اگر ہوگا تو ان اقوال متخالفہ میں سے کوئی ایک ہی مرفوع ہوگا باقی سب منجملہ تفسیر بالرائے ہوں گے سو یہ آپ کی تکفیر کا چھینٹا فقط اسی گنہگار پر نہ پڑے گا بڑے بڑے اکابر تک یہ پہنچ جائے گی سو ہم تو یوں بھی سمجھ کر چپ ہو

کم کرنا اسکی نسبت ایسا ہے جیسے وجود انسانی کی نسبت ایک ناک سے زیادہ کم کر دینا
اس احاطہ میں تو آپ کا ثانی ممتنع ہے اور خارج از احاطہ مذکورہ ممکن سوا ایسا امتناع وہ امتناع
بالغیر ہوتا ہے جسکو امکان ذاتی لازم ہے۔

اب یوں کہو اور مخلوقات کی نسبت آپ مستغنی اور مستقل ہیں اور بہ نسبت خالق
ممکنات محتاج اور ملتجی تو آپ من وجہ مستغنی اور من وجہ محتاج من وجہ موصوف بالذات
من وجہ معروض اور موصوف بالعرض جو نسبت کہ افراد انبیاء موجودہ اور مقدرہ کو خاتم
ہوں یا غیر خاتم آپ کے ساتھ تھی وہی نسبت آپ کو بلکہ اس سے زیادہ خدا تعالے کے ساتھ
ہے جب کہ مقابل کی افراد مقدرہ یعنی آپ سے مستفید اور آپ کے معروض ہیں غیر متناہی
ہو سکتی ہیں تو آپ کے افراد مماثلہ جو خدا تعالے سے مستفید اور مثل آپ کے فقط محتاج الی اللہ
ہوں گے کیونکر غیر متناہی ممکن نہ ہو گی۔

ہاں آپ کے نزدیک اگر درگاہ محمدی درگاہ خداوندی سے عظیم الشان ہے تو البتہ
پھر ہم کو اس باب میں گفت و شنود کی گنجائش نہ رہے گی اور اگر رہے گی بھی تو فقط یہ کہ
ممکن ہے آپکے افراد مماثل محدود اور متناہی ہی ممکن ہوں غیر متناہی نہ سہی لیکن در بارۂ عظمت و رفعت
البتہ قیل و قال رہے گی۔

الحاصل عالم اسباب میں جن کو موصوف بالذات کہتے ہیں ان سب میں عالی مراتب
آپ ہیں پر خدا تعالے کے سامنے آپ بھی اور نیز اور موصوف بالذات منجملہ معروضات
اور موصوفات بالعرض ہیں والعاقل تکفیہ الاشارۃ

کلام اللہ وحدیث میں سے متعدد شواہد نقل کئے اس صورت میں اگر آپ کو کہنا تھا تو تفسیر بالقرآن اور تفسیر بالحدیث کہنا تھا تفسیر بالرائے نہ فرمانا تھا اور اگر آپ کے نزدیک تفسیر بالقرآن بھی منجملہ تفسیر بالرائے ہے تو آپ کوئی تعریف تفسیر اصلی بیان فرمایئے۔

مولانا! خاتمیت زمانی کی میں نے تو توجیہ اور تائید کی ہے تغلیط نہیں کی مگر ہاں آپ گوشۂ عنایت و توجہ سے دیکھتے ہی نہیں تو میں کیا کروں اخبار بالعلت مکذّب اخبار بالمعلول نہیں ہوتا بلکہ اس کا مصداق اور مؤید ہوتا ہے اوروں نے فقط خاتمیت زمانی اگر بیان کی تھی تو میں نے اسکی علت یعنی خاتمیت مرتبی کو ذکر اور شروع تحذیر ہی میں اقتضاء خاتمیت مرتبی کا بہ نسبت خاتمیت زمانی ذکر کر دیا یہ تو اس صورت میں ہے کہ خاتم سے خاتم المراتب ہی مراد لیجئے اور اگر خاتم کو مطلق رکھئے تو پھر خاتمیت مرتبی اور خاتمیت زمانی اور خاتمیت مکانی تینوں اس سے اسی طرح ثابت ہو جائیں گے جس طرح آیت ۔

انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطان

میں لفظ رجس سے نجاست معنوی اور نجاست ظاہری دونوں ثابت ہوتی ہیں اور اس ایک مفہوم کا انواع مختلفہ پر محمول ہونا ظاہر ہوتا ہے ظاہر ہے کہ خمر نجس العین بنجاست ظاہرہ ہے اور میسر اور انصاب اور ازلام اگر نجس ہیں تو ان کی نجاست ظاہری نجاست نہیں۔ بالجملہ جیسے اخبار قیام زید و عمرو مخالف و معارض قیام زید نہیں بلکہ مع شئی زائد اسکی تصدیق ہے ایسے ہی اس صورت میں میری تفسیر مع شئی زائد مصدق تفسیر مفسران گذشتہ ہوگی نہ مخالف اور معارض۔

اور اگر عرض احقر مخالف جمہور ہے تو تمام بطون آیات ظہور آیات کے معارض ہوں گے اور حدیث لکل آیۃ ظہر وبطن ایک افسانہ غلط ہو گا رہا یہ ارشاد کہ مطلب بھی

رہیں گے کہ ہم کیا اور ہمارا ایمان کیا ایسے ایمان کو ننگِ کفر کہیئے تو بجا ہے پر اکابرِ دین کو آپ کیا منہ دکھلائیں گے۔

اور اگر یوں کہیئے کہ تمام اقوال مفسرین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی سے مروی ہیں پر ایک صحیح باقی موضوع تو بوجہ متمیز نہ ہونے صحیح و موضوع کے صحیح کی طرف بھی بوجہ قلت گمان وضعف ہی رہے گا اور اعتبار تفاسیر بالکل جاتا رہے گا۔

مولٰینا میں نے تو پہلے ہی اس اندیشہ سے کہ ابنارِ روزگار اس تفسیر کو منجملہ تفسیر بالرائے نہ سمجھیں گے تفسیر بالرائے کی تفسیر بھی آخر تحذیر میں لکھ دی تھی پر آپ ملاحظہ نہ فرمائیں تو میرا کیا قصور اور اگر باوجود ملاحظہ عرض مذکور یہ عتاب ہے تو قبل اس کے کہ آپ اس عرض پہ رد و قدح کریں نہ آپ کو اعتراض مناسب تھا نہ مجھ کو جواب ضرور۔

آپ فرماتے ہیں کہ جمہور کی مخالفت کی یہ بات کوئی اور نیم مُلّا کہتا تو بجا تھا آپ کے کہنے کی یہ بات نہ تھی اگر فقط نئے مضامین کا نکالنا مخالفت جمہور ہے تو میں کیا تمام مفسرین کی جانب یہ الزام عائد ہوگا ایسا کون مفسر ہے جس نے کوئی نہ کوئی نئی بات نہیں کہی اور کوئی نہ کوئی نکتہ نہیں نکالا۔ اور اگر مخالفت جمہور اس کا نام ہے کہ مسلمات جمہور باطل اور غلط اور غیر صحیح اور خلاف سمجھی جائیں تو آپ ہی فرمائیں تاخر زمانی اور خاتمیت عصر نبوۃ کو میں نے کب باطل کیا اور کہاں باطل کیا۔

مولانا میں نے خاتم کے وہی معنے رکھے جو اہل لغت سے منقول ہیں اہل زبان میں مشہور کیونکہ تقدم و تاخر مثل حیوان انواع مختلفہ پر بطور حقیقت بولا جاتا ہے ہاں تقدم و تاخر فقط تقدم و تاخر زمانی ہی میں منحصر ہوتا تو پھر در صورت ارادہ خاتمیت ذاتی و مرتبی البتہ تحریف معنوی ہو جاتے پھر اس کو آپ تفسیر بالرائے کہتے تو بجا تھا۔

علیٰ ہذا القیاس نبیین کے معنوں میں میں نے تصرف نہیں کیا تسیر خاتمیت مرتبی کے لئے

محذور عاشر

نظیر خاتم بالفعل کا الزام!

خاتمیت زمانی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجمع علیہ علماء امت ہے جسکی ضرورت سے قاسم کہتا ہے کہ یہ خاتمیت یوں بن سکتی ہے کہ ان چھ طبقہ والوں کو سابق خاتم مطلق سے سمجھا جاوے مگر یہ نہ کہا کہ ایسے ہی سمجھنا چاہیئے تاکہ امکان نظیر ہاتھ سے نہ جائے کہ فعلیہ کے دعوے کی گنجائش بھی ہو سکے کہ اگر کوئی مخالف اجماع پہ کمر باندھے تو کہوے کہ چھ اور بعد کو موجود ہو گئے ہیں اثر ابن عباسؓ سے ثابت اور قاسم کا عالم اس سے مثبت ۔

جواب

انعقاد اجماع کے لئے ایک ضروری شرط!

مولینا! معلوم نہیں یہ اعتراض ہے یا عتاب ہے اعتراض کی تو کوئی بات اس میں سے نہ نکلی اگر نکلا تو غیظ و غضب ہی نکلا مولینا! خاتمیت زمانی اپنا دین ایمان ہے ناحق کی تہمت کا البتہ کچھ علاج نہیں سو اگر ایسی باتیں جائز ہوں تو ہمارے منہ میں بھی زبان ہے اس تہمت کے جواب میں ہم آپ پر اور آپ کے اہل ملت پر ہزار تہمتیں لگا سکتے ہیں اور تہمتوں کا کیا ذکر ہے اگر ہم یوں کہیں کہ آپ کے کلام سے بوئے انکار افضلیت آتی ہے تو بروئے انصاف غلط نہیں مگر کیا کیجئے آیت :- لئن بسطت الی یدک یاد ہے ۔

مولینا! کچھ انصاف بھی چاہیئے اگر کوئی شخص یہ پوچھ بیٹھے کہ انعقاد اجماع کے لئے

کلام اللہ وحدیث میں سے متعدد شواہد نقل کیئے اس صورت میں اگر آپ کو کہنا تھا تو تفسیر
بالقرآن اور تفسیر بالحدیث کہنا تھا تفسیر بالرائے نہ فرمانا تھا اور اگر آپ کے نزدیک تفسیر
بالقرآن بھی منجملہ تفسیر بالرائے ہے تو آپ کوئی تعریف تفسیر اصلی بیان فرمائیے:

مولانا! خاتمیت زمانی کی میں نے تو توجیہ اور تائید کی ہے تغلیط نہیں کی مگر ہاں آپ
گوشۂ عنایت و توجہ سے دیکھتے ہی نہیں تو میں کیا کروں اخبار بالعلت مکذب اخبار بالمعلول
نہیں ہوتا بلکہ اس کا مصداق اور مؤید ہوتا ہے اوروں نے فقط خاتمیت زمانی اگر بیان کی تھی
تو میں نے اسکی علت یعنی خاتمیت مرتبی کو ذکر اور شروع تحذیر ہی میں اقتضاء خاتمیت مرتبی
کا بہ نسبت خاتمیت زمانی ذکر کر دیا یہ تو اس صورت میں ہے کہ خاتم سے خاتم المراتب ہی
مراد لیجئے اور اگر خاتم کو مطلق رکھئے تو پھر خاتمیت مرتبی اور خاتمیت زمانی اور خاتمیت
مکانی تینوں اس سے اسی طرح ثابت ہو جائیں گے جس طرح آیت:۔

انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطان [۵]

میں لفظ رجس سے نجاست معنوی اور نجاست ظاہری دونوں ثابت ہوتی ہیں اور اس
ایک مفہوم کا انواع مختلفہ پر محمول ہونا ظاہر ہوتا ہے ظاہر ہے کہ خمر نجس العین بنجاست
ظاہرہ ہے اور میسر اور انصاب اور ازلام اگر نجس ہیں تو ان کی نجاست ظاہری نجاست نہیں۔

بالجملہ جیسے اخبار قیام زید وعمرو مخالف ومعارض قیام زید نہیں بلکہ مع شئ زائد اسکی
تصدیق ہے ایسے ہی اس صورت میں میری تفسیر مع شئ زائد مصداق تفسیر مفسران گذشتہ
ہوگی نہ مخالف اور معارض۔

اور اگر عرض احقر مخالف جمہور ہے تو تمام بطون آیات ظہور آیات کے معارض ہوں
گے اور حدیث لکل آیۃ ظہرا وبطنا ایک افسانہ غلط ہوگا رہا یہ ارشاد کہ مطلب بھی

اگر ہوتی بھی تو اولیت ہوتی مولینا! ہماری غرض کے قبول کرنے میں ساری باتیں ٹھکانے لگ جاتی ہیں اور آپ کے طور پر ایک مدعا بھی ثابت نہیں ہو سکتا۔

میری غرض اس کہنے سے کہ خاتمیت زمانی یوں بن سکتی ہے کہ ان چھ طبقہ والوں کو سابق خاتم مطلق سے سمجھا جاوے ان لوگوں کا اسکات تھا جو خاتمیت زمانی مراد لیں اور پھر اثر مذکور کو مخالف آیۃ سمجھیں ظاہر ہے کہ موافق بعض تقریرات گزشتہ نبی کنبیکم بھی مثل جملہ آدم کآدمکم بیان واقعہ گزشتہ ہو سکتا ہے پھر اس اثر کا معارض خاتم المرسلین کہنا کیونکر روا ہے۔

گذارش احوال واقعی

الغرض بطور جواب یہ احتمال بتلایا تھا بطور اظہار اعتقاد یہ گذارش نہ تھی جو آپ کہتے ہیں یوں کیوں نہ کہا کہ ایسا ہی سمجھنا چاہیئے اپنے اعتقاد کا حال تو اول تحذیر میں عرض کر چکا تھا جس میں سے تقریر ثانی کی موافق خاتمیت زمانی علی الاطلاق منجملہ مدلولات مطابقی لفظ خاتم ہو جائے گی بایں ہمہ اگر مجھ سے اس باب میں تقصیر ہوئی تو میں بلا دقت اب اس کو کہتا ہوں پر آپ سے جو بوجہ انکار توسط عروضی محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بالیقین انکار افضلیت تامہ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لازم آیا اسکی تلافی تو بلا رجوع اور اعتراف غلطی سابقہ ممکن ہی نہیں۔

مولینا! فعلیت کے دعوے کی تو آپ یونہی تہمت لگاتے ہیں تاہم براہین بانتے پر امکان نظیر کی بات مسلّم لیکن آپ نے یہ خیال نہ فرمایا کہ خاتمیت زمانی سے امکان نظیر کیونکر ہاتھ سے جاتا رہے گا جو میں جزئاً نہ کہتا اور یوں ہی احتمال نکال کر ٹال جاتا۔

مولینا! ہمارے دلائل ایسے پوچ نہیں اور نہ ہم اپنے دعوای میں ایسے حیران جو موافق

مثل مشہور الغریق یتعلق بکل حشیش آپ کی طرح ایسی نکمی دلیلیں بیان کرتے اور ایسی باتوں سے سہارا لیتے امکان نظیر تو مولینا! ایسے دلائل سے کہ آپ تنہا تو کیا اگر تمام گروہ مدعیین امتناع بھی اکٹھے ہوں تو ان شاء اللہ تعالیٰ جنبش نہ آئے اگر چھیڑ چھاڑ اپنا شیوہ ہوتا تو ہم آپ سے اوّل اسی مسئلے میں نبٹتے پر کیا کیجیئے اپنی کم گوئی اور یکسوئی اوروں کی جرأت کا باعث ہوگیا پر اپنا یقین اوروں کی ہدایت کا سبب نہ بنا آپ کی سلامت طبع اور انصاف کا کسی قدر سنے سنائے معتقد ہوں موافق الدین النصیحۃ یہ گذارش ہے کہ مولینا! عقیدہ کی بات ہے خدا تعالےٰ کی قدرت کو بتہمت استحالہ ذاتی بٹہ نہ لگائیے زیادہ کیا عرض کروں ... کے عشرۂ کاملہ کا نقصان تو ظاہر ہو ہی گیا پھر کاہے کے لئے قلم گھسائیے پر یہ گذارش مناسب وقت ہے کہ کامل تو یہ اعتراض ہیں جو سراسر ناقص ہیں ناقص کتنے ناقص ہوں گے:

واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العٰلمین ط

حجیت اجماع حجیت قرآن سے کم ہے

وجہ اسکی یہ ہے کہ حجیۃ اجماع بہر حال حجیۃ قرآن شریف سے کم ہے اس لئے قرآن شریف کا عام اجماع کے عام سے اثبات عموم میں زیادہ نہ ہوگا تو کم بھی نہ ہوگا۔

قرآن شریف میں موجود ہے :-

الذین قال لہم الناس ان الناس قد جمعو الکم فاخشوھم[۱]

اور ظاہر ہے کہ بیان تمام نوع انسانی مراد نہیں افراد معدود مراد ہیں سو اگر یہاں یہ عذر ہے کہ قرینہ خارجیہ مخصص ہے تو وہاں بھی قرینہ خارجیہ مخصص ہے۔

غرض خاتمیت زمانی سے یہ ہے کہ دین محمدیؐ بعد ظہور منسوخ نہ ہو علوم نبوت اپنی انتہاء کو پہونچ جائیں کسی اور نبیؑ کے دین یا علم کی طرف پھر بنی آدم کو یہ احتیاج باقی نہ ہے سو ظاہر ہے کہ یہ احتمال اگر ہے تو جب ہی ہے جب کہ انبیاء مفروض الوجود بعد زمان محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا فی زمان محمدی صلے اللہ علیہ وسلم اس زمین میں پیدا ہوں کیونکہ ان کی گنجائش ہے اور اگر فرض کرو کسی اور زمین میں کوئی اور نبی معاصر خاتم المرسلین صلے اللہ علیہ آلہ وسلم ہو یا بعد زمان خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوں تو نہ اس تک کسی کو رسائی میسر نہ یہاں کے باشندوں کو اس کے اتباع کی گنجائش پھر کاہے کے لئے ان کی نسبت آپ کو بعد میں پیدا کیجئے اور کاہے کے لئے اس پر اجماع منعقد کیجئے ہاں قطع نظر غرض مذکور کے اگر محض تاخر زمانی بالذات موجب افضلیت ہوتا تو البتہ ایک بات بھی تھی مگر آپ ہی نہیں بلکہ اور سب خوب جانتے ہیں کہ محض تاخر زمانی موجبات افضلیت میں سے نہیں

۱؎ وہ لوگ جنکو لوگوں نے کہا کہ لوگ تم پر حملہ کے لئے جمع ہو گئے ہیں تم ان سے ڈرو

کی بھی نہیں چھ جائے کہ خاتم ہوں اس واسطے اگر آسمانوں میں انبیاؑ اور خاتم ہوتے تو زمینوں میں بھی ثابت ہوتے جب کہ نہیں پس نہیں۔

ثانیاً اگر خاتمیت اضافیہ ثابت بھی ہو تو متنازع فیہا نہیں جو لوگ نظیر اور مماثل نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ممتنع کہتے ہیں وہ مماثل فی الخاتمیت المطلقہ مراد لیتے ہیں ان کے مقابلہ میں صرف یہ نام کی خاتمیت اور نبیوں میں ثابت کرنا کیا نفع دیتا ہے بجز اسکے کہ مدعیان مماثلت و امکان نظیر بل تحقق نظیر پھولے نہ سمائیں کہ ہمارے مولوی صاحب نے چھ خاتم مماثل اور نظیر ثابت کر دیئے بحکم آں کہ الغریق یتعلق بکل حشیش اگرچہ دل میں تو سمجھیں گے کہ نظیر ہونا تو کیا خاتم ہونا بھی ابھی ثابت نہیں ہوا مگر غنیمت ہے سر اٹھانے کو جگہ تو ملی آنسو پونچھ گئے اگرچہ خوبی تو اس میں تھی کہ مشلہن بھی کلام الٰہی تھا اپنی اطلاق پر رہتا اور مماثلت مطلقہ ثابت ہو جاتی مگر کیا کیجئے شاید مولوی صاحب تکفیر مخاصین سے ڈرتے ہیں۔

تیسرے ۳ ——— یہ کہ خاتم بمعنے آخر الانبیاء مطلقاً مجمع علیہ امت ہے اور آپ کے نزدیک بھی اس پر اجماع منعقد ہو گیا ہے۔ اور حدیث لا نبی بعدی جس کا متواتر المعنی ہونا مسلم آپ کا بھی ہے اُس کی مؤید ہے پھر خلاف حدیث اور اجماع کے اور آیت خاتم النبیین کے خاتم کے معنے ایسے لکھے جس سے چھ نبی خاتم کیا ہزار دو ہزار یا لاکھ دو لاکھ خاتم کا بھی بعد خاتم مطلق کے ہونا جائز ہو جائے بلکہ بہتر ہو تا کہ فضیلت بڑھ جائے۔

کیا اس کو ابتداع نہیں کہتے کیا ایسا شخص پورا سنی رہ جاتا ہے کیا اس کو تفسیر بالرائے نہیں کہتے۔

نعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا من یہدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضلل اللہ فلا ھادی لہ

حصہ دوم مکتوبات

مکتوب اوّل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

از فقیر محمد عبد العزیز عفا اللہ عنہ

بخدمت منبع العلوم والمکارم بل للعلماء خاتم جناب مولوی محمد قاسم صاحب دام ظلہم

السلام علیکم وعلیٰ من اتبع الہدیٰ من لدیکم

آپ نے جو رسالہ تحذیر الناس من انکار اثر ابن عباسؓ تحریر فرمایا ہے اس عرصہ میں نظر فقیر سے گذرا تو اس پر بہت شبہات و محذورات وارد بر ذہن ناقص ہوئے کچھ کا جواب تو آپ کے جواب سے جو مولوی محمد علی[لہ] صاحب نزیل دہلی کے سوالات کا تھا ہو گیا مگر اکثر باقی رہ گئے اس واسطے استفسار ضرور ہوا امید کہ جواب سے مشرف فرمایا جائے

خاتم بمعنی موصوف بالذات پر اعتراضات

اوّل ــــ یہ کہ خاتم کے معنی موصوف بالذات جو آیت خاتم النبیین میں آپ کے نزدیک راجح ہیں اور بمعنی آخر النبیین مرجوح پس ایسا خاتم النبیین جو مطلق بنیاد کا خاتم اور منبع فیض ہو دوسرا ممکن ہے یا ممتنع بالذات یا بالغیر اسکی تصریح اس رسالہ میں نہیں اگرچہ اتنا تو موجود ہے کہ جب خاتم کے یہ معنی ٹھہرے تو سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور کسی کو افراد مقصود بالخلق میں سے مماثل نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نہیں کہہ سکتے۔

[لہ] غالباً مولانا محمد علی مونگیری مراد ہیں۔ صد افسوس کہ حجۃ الاسلام کی اس تحریر کی نشاندہی نہ ہو سکی ۱۲ نجیب

نہ ہوں گے اتفاق جو عمدہ مقاصد دین میں سے ہے نصیب ہو جائے مگر نہ تحریر کا دامن بہت فراخ ہے ۔

یہ کیسی دوستی ہے ؟

باوجودیکہ میں نے کوئی بات موجب توہین شان نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ کہی تھی، کہی تھی تو وہ بات کہی تھی کہ درباره اثبات افضلیت کسی ایک دو ہی نے کہی ہو گی بس پر ابنا ہر روز نے یہ لتاڑ بتلائی ہے کہ ساری تن آسنیاں بھول گیا دامن چھوڑانا مشکل ہو گیا خدانخواستہ اگر کوئی کلمہ موہم توہین بھی میرے منہ سے نکل جاتا تو خدا جانے کیا حال بناتے میں نے غلط کہا توہین والے آج کل سرخرو ہو بیٹھے، تعظیم والوں کی جان کو بن گئی۔

مجھ کو اس وقت ایک حکایت یاد آئی کسی امیر جاہل کے کچھ ایسے ہی نیم ملا سے منشی تھے اس امیر کے نام کے ساتھ بہادر تو نہ لکھا بحاور لکھ گئے دوسرے منشی جو اتفاق سے آئے تو اپنی فروغ کے لئے اس منشی کی یہ غلطی نکال کر لائے وہ امیر منشی اوّل پر بہت خفا ہوئے تو وہ منشی کیا کہتا ہے جناب عالی کمترین تو بغرض تعظیم آپ کو بحاور بڑی "حے" سے لکھتا ہے یہ منشی چاہتا ہے کہ آپ کی قدر گھٹ جاوے بڑی "حے" کی جا چھوٹی "ہے" لکھی جائے امیر صاحب کو یہ جواب پسند آیا اور منشی ثانی ہی کو نکلوا دیا۔

سو اس زمانہ کی قدر شناسی کچھ اسی قسم کی نظر آتی ہے، یعنی موجب افضلیت تو کچھ ایسے برے لگتے ہیں کہ اعتراض پر اعتراض چلے آتے ہیں اور جو معنی کہ موجب افضلیت نہیں بلکہ آثار موجبات افضلیت ہیں اور لوازم وجود موجبات افضلیت میں سے ہیں، ایسے مقبول، یہ مثال فقط بارہ عمدگی و غیر عمدگی معنیین اور قبول کمتر اور عدم قبول افضل ہے بجمیع الوجوہ مثال [illegible] اس کو منجلہ تعریفات توہین مفسرین کبار قرار دے کر کوئی صاحب خم ٹھوک

مگر بس پر یہ شور اٹھا کہ خدا کی پناہ یہ ناکارہ تو سب چھک پو بھول گیا الٹی ازار گلے میں آگئی احسان کے بدلے الزام نقصان لگانے لگے مولٰینا! جائے انصاف ہے میں نے کون سے عقیدۂ مسلمہ کو توڑ دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں میری تحریر سے کیا نقصان آگیا ہاں اثبات افضلیت کا دم بھروں تو آپ ہی فرمائیں کیا جھوٹ ہوگا مصرع

میں الزام ان کو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا

ایک دردمندانہ گذارش!

اپنے زمرہ میں سے تو آپ کسی کو بتلائیں کہ یہ افضلیت اس نے ثابت کی ہو ہاں بے وجہ کا شور و دعوائے افضلیت اگر دعویٰ مدلل سے بڑھ سکتا ہے تو البتہ وہ لوگ جن کو نہ خدا کی خدائی سے مطلب نہ اسکی قدرت پر کچھ نظر اگر ہے تو دعوے امتناع نظیر محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی ورد زبان ہے، توحید خداوندی کو منسوخ کر کے توحیدی محمدی پہ ایمان ہے، بالیقین ہم سے بڑھی ہوئی ہیں مگر اہل انصاف اور فہم کے نزدیک یہ بڑھ جانا اگر ہے تو اسی قبیل کا ہے جس طرح نصاریٰ کی محبت حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے اہل اسلام سے بڑھے ہوئے ہیں خدا جانتا ہے کہ میں کسی کی تکفیر نہیں کرتا مگر ہاں اس بات میں تمثیل مدنظر ہے کہ وہاں جیسے دعوے بے دلیل اور پھر خلاف واقع تو اس پر مستلزم توہین سبوح وقدوس ایسے ہی یہاں بھی دعوے افضلیت اور دعوے امتناع نظیر دعوے بے دلیل اور پھر خلاف واقع اور موجب توہین خداوندی محبت اخوت ایمانی کا یہ تقاضا ہے کہ آپ سے اس مسئلہ میں التماس غور کروں جب

قبل ظہور وجہ ترجیح بیشک غل مچائیں گے اور بعد وضوح وجہ علت پر مجال دمزدن باقی نہیں رہتی اور تو حضرات ملائکہ نے فقط انی جاعل فی الارض خلیفة ۱۲

سنکر کیا کیا کچھ نہ کہا حالانکہ یہ قول کسی ایسے ویسے سے نہ سنا تھا خداوند عدل سے سنا تھا مگر بعد ظہور وجہ ترجیح۔

سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم ۱۲

ہی کہتے بنی خیر بات کہیں کی کہیں جا پڑی ۔

حاصل مطلب یہ ہے کہ خاتمیت زمانی سے مجھ کو انکار نہیں بلکہ یوں کہئے منکروں کے لئے گنجائش انکار نہ چھوڑی افضلیت کا اقرار ہے بلکہ اقرار کرنے والوں کے پاؤں جما دیئے ... بھیوں کی نبوت پر ایمان ہے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے برابر کسی کو نہیں سمجھتا یہی وجہ ہے کہ ان کو در بارۂ نبوت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مستفید کہا ورنہ بروئے تحقیق سب برابر ہو جاتے اور کسی کو کسی پر افضلیت نہ رہتی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ کر کسی اور نبی کو ماننا پڑتا۔

چنانچہ بعد ملاحظہ عرض کمترین جو در بارۂ موجبات افضلیت جوابات محذورات عشرہ میں لکھ چکا ہوں ۔ یہ عقدہ انشاءاللہ تعالیٰ بشرط توجہ و انصاف و کار فرمائے فہم منحل ہو جائیگا۔

پھر معلوم نہیں آپ کو اتنا رنج کیوں ہے اس بات میں کونسا عقیدہ مسلم میرے قول سے باطل ہو گیا کون سا رخنہ دین محمدی میں پڑ گیا ہاں یوں کہئے میرے محاکمہ سے عقیدۂ افضلیت محمدی صلے اللہ علیہ وسلم درست و محکم ہو گیا مدعیان مساوات کلی کو جو بوسیلۂ اثر معلوم یہ دعوے تھا مجال دمزدن باقی نہیں رہی

ان دونوں معنوں میں مجھ سے پوچھئے تو فرق ظہر و بطن ہے جسکی طرف حدیث

لکل آیۃ ظہرا و بطنا[۱]

مشیر ہے سو ظہر اور بطن میں اگرچہ اتنا فرق نہیں ہوتا جتنا بجادر اور بہادر میں ہے پر

لاریب خوبی اور عدم خوبی میں شریک ہیں مثل بجادر بری نہیں جو جہل علماء کبار پر دلالت

کریں، ہاں بعد استماع معنیین معنی اوّل پر سبلے وجہ بحث کرنا البتہ اسی امیر کا سا بجادر

کو تسلیم کر لینا اور بہادر کو رد کرنا ہے۔

خاتمیّت من کل الوجوہ کا ثبوت

مولینا! معنے مقبول خدام والا مقام کو اگرچہ معنے مختار احقر کے سامنے دربارہ اثبات

افضلیت کچھ نسبت ہے نہ کچھ مناسبت کیونکہ تاخر زمانی افضلیت کے لئے موضوع

نہیں افضلیت کو مستلزم نہیں افضلیت سے اس کو بذاتِ خود کچھ علاقہ نہیں اگر ہے تو

بلحاظ امور دیگر ہے لیکن معنی مختار احقر سے باطل نہیں ہوتے ہیں ثابت ہوتے ہیں اس

صورت میں بمقابلہ قضایا قیاساً معہا اگر منجملہ قیاسات قضایا ہامعہا معنے مختار احقر کو کمیٹے

بلکہ اس سے بڑھ کر لیجئے صفحہ نہم کی سطر دہم سے لے کر صفحہ یازدہم کی سطر ہفتم تک

وہ تقریر لکھی ہے جس سے خاتمیت زمانی اور خاتمیت مکانی اور خاتمیت مرتبی تینوں بدلالۃ

مطابقی ثابت ہو جائیں اور اسی تقریر کو اپنا مختار قرار دیا ہے، چنانچہ شروع تقریر سے

سو پہلی صورت میں تو تاخر زمانی بدلالت التزامی ثابت ہوتا ہے اور دلالت التزامی

اگرچہ دربارۂ توجہ الی المطلوب مطابقی سے کمتر ہو مگر دلالت، ثبوت اور دل نشینی میں مدلول التزامی

مدلول مطابقی سے زیادہ ہوتا ہے اس لئے کہ کسی چیز کی خبر تحقیق اس کے برابر نہیں ہوسکتی

کہ اسکی وجہ اور علت بھی بیان کی جائے اگر کسی شخص کو کسی عہدہ پر ممتاز فرمائیں تو اور امیدوار

---

[۱] ایک ظاہر ہے اور ایک باطن

اور حضرت استاذ علیہ الرحمۃ کی کفش برداری کی بدولت کوئی ٹھکانے کی بات کبھی سمجھ میں

آجاتی ہے۔

پر کیا کیجئے گویم مشکل وگر نہ گویم مشکل ایسے اختلافات کے زمانہ میں جس میں ایک

طرف رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی افضلیت ہاتھ سے جاتی ہے اور ایک طرف خدا کی

اعجوبہ کاری کے سوا صحابہ کرامؓ اور محدثینؒ عظام بلکہ خود حضرت خاتم عالی مقام صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم کی تکذیب نظر آتی ہے اگر ایسے فیصلہ کی نہ کہئے تو دین میں رخنہ اہل دین کا نقصان

اور اگر کہئے تو آپ سے عنایت فرمایوں سیدھی الٹی سنانے کو تیار ہیں جس سے عوام

اہل اسلام کے نزدیک بات کا اعتبار گیا سو گیا اور ایک نزاع عظیم کھڑا ہو گیا جس سے

اہل بدعت کو ہنسنے کا موقع ملا اور آپس میں بجائے محبت ایمانی اور عداوت نفسانی

اور خلش شیطانی کھڑی ہو گئی۔ خیر بجز اسکے اور کیا کہئے

وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ

اس لئے اس دل آزردہ کو تحریر جواب نامہ خصوصاً جواب محذورات سامی سخت ناگوار

تھا پر کہا کرتے ہیں دنیا بامید قائم فہم وانصاف اصل طبیعت انسانی ہے شاید وقت تعصب

وسخن پروری نہ ہو اور سخن حق مقبول ہو جائے یہ دعا مانگ کر کہ

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ

اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ

بنام خدا جواب محذورات مندرجہ نامہ والا عرض کرتا ہوں پر اول محذورات سامی کو

---

۵ اللہ ہی مددگار ہے تمھاری تدبیروں کے مقابلے میں۔

۶ اے ہمارے رب ہمارے دلوں کو زنگ آلود نہ کرے ہدایت دینے کے بعد اور ہمیں اپنی رحمت کی پناہ میں لے لے

یقیناً تو عطا کرنے والا ہے بے حساب۔

ثبوتِ افضلیت کیلئے حدیث واجماع کی ضرورت

البتہ عرضِ احقر قبول نہ کیجئے تو پھر مدعیانِ افضلیت
بعد اختیارِ خاتمیتِ زمانی بھی اس اثر کو باطل نہیں کر سکتے کیونکہ جملہ اسمیہ کی صدق کے لئے
کچھ زمانِ حال ہی ایسے مواقع میں ضرور نہیں زمانِ ماضی بھی کافی ہے چنانچہ

آدمؑ کادمکم یا شانا محمدؐ افضل الکونین

وغیرہ جنکی موضوعات زمانہ ماضی میں تھی اور ان کی تسلیم میں کسی کو گنجائش انکار نہیں
اس پر شاہد ہیں اور جب اثر مذکور باطل نہ ہوا تو پھر مدعی ششش امثال کا منہ روکنے والا کون ہے،
ہاں یہ اثر ضعیف الاسناد ہو تو مدعیانِ افضلیت کو کہنے کی گنجائش تھی۔

اب آپ خدارا بے رو و ریا ہو کر فرمائیے آپ یا اور صاحب جو اس کمترین پر
دانت پیستے ہیں اس شبہ کا جواب دے سکتے ہیں بلکہ ایسی صورت میں تو ملحدوں کو انبیاء
سابقین اور اولیاء لاحقین میں سے جس کو چاہیں افضل کہنے کی گنجائش ہے کیونکہ تاخرِ زمانی،
سے بالبداہت افضلیت ثابت نہیں ہو سکتی کوئی اور ایسی نص کلام اللہ میں موجود نہیں، جو موجود
ہیں ان سے ثبوت افضلیت معلوم، اور اگر کوئی آیت ہو بھی تو مجھ کو توقع نہیں ہمارا آپ کا
ذہن وہاں تک پہونچے۔ بجز اس کے کہ حدیث یا اجماع کی طرف رخ کریں اور کیا ہوگا۔

لیکن آپ جانتے ہیں مسئلہ رؤیہ اور مسئلہ تقدیر سے بڑھ کر یہ مسئلہ احادیث
واجماع اہل سنت سے ثابت نہیں ہو سکتا جب انہیں مسائل کا انکار ہو چکا تو اس باب
میں اجماع اور حدیث کی وہ لوگ کاہے کو سنیں گے، بایں ہمہ کلام اللہ کا تبیاناً لکل شئی کہنا
بھی کو [illegible] ض معنے مختار احقر سے کوئی عقیدہ باطل نہ ہو گیا بلکہ وہ رخنہ جو درصورۃ اختیار

اب قصہ وجود نبی آخر الزمان سنیئے اگر خداوند کریم یوں کہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا تو اب اگر کوئی نبی مساوی یا افضل یا کمتر پیدا ہو تو کذب خداوندی لازم آئے اور خداوند کریم کی نسبت چونکہ صادق القول ہونے کا اقرار ہے تو در صورت تولد نبی دیگر بعد نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نعوذ باللہ کذب خداوندی کا تسلیم کرنا بھی ضرور ہے اور پھر وہی الصادق لیس بصادق کہنا لازم آئے گا بالجملہ یہاں موضوع یا محمول جانب ایک، دوسرے کی نفی اور اس کا سلب ماخوذ اور ملحوظ نہیں کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کو اگر مثلاً نبی ہو جاتے تو نبی کہنا درست ہوتا۔ اور عمرؓ نبیؐ میں وہ خرابی لازم نہ آتی جو الحجر شجر میں لازم آئی تھی اور حضرت عمرؓ کو جانے دیجئے اور کوئی شخص پیدا ہوتا اور وصف نبوت اسکو عطا ہوتا تو یہ خرابی ہرگز نہ تھی جو الحجر شجر میں ہے۔

ہاں ایک اور محل مباحث ہذا نبی کی ہونی حد ذاتہٖ ضرور ہے، ہے غلط ہو جاتا وہ کیا ہے اللہ صادق یا علیم بالوقائع الآتیۃ سو حمل نبوّت علی احد بعد نبی صلے اللہ علیہ وسلم جو ممتنع ہوا ہے تو بوجہ لزوم صدق الصادق لیس بصادق یا العلم لیس بعلیم کے ممتنع ہوا ہے اور ظاہر ہے کہ یہ امتناع حمل ہذا نبی میں مکتسب من الغیر ہے اور وہ غیر اعنی الصادق لیس بصادق ممتنع بالذات۔

اس تقریر کو لکھ تو دیا ہے پر بایں وجہ کہ یہ ایک تقریر نئی ہے ابنائے روزگار سے اندیشۂ رد و قدح جسقدر ہے اسکو میرا جی ہی جانتا ہے پر فقط بامید انصاف و کارفرمائے ذہن صاف و شفاف آپ کی خدمت میں عرض کرتا ہے مناسب سمجھ کر۔

"گر قبول افتد زہی عز و شرف"

کیونکہ جب محمول نہ عین موضوع ہو نہ جزو موضوع نہ لازم ذات موضوع بالمعنی الاخص تو نہ
اقتضاء حمل ایجابی ہوگا نہ انکار حمل سلبی ہوگا جب وہ وہ نہ ہوگا جب وہ وہ نہ منع الجمع ہو
گا نہ منع الخلو یہ، باتیں اگر ہوتی ہیں تو بالذات تو موارد مذکورہ میں اور بالعرض ان موارد امکانی
میں جہاں حمل امکانی کو حمل ایجابی یا حمل سلبی مشار الیہ عارض ہو جائے۔

بغرض توضیح ایک دو موقع مواقع مشتبہ میں سے ذکر کر کے بتلائے جاتا ہوں
کہ یہ کس قسم میں سے ہیں اور یہ کس قسم میں سے ہیں حجر و شجر میں منع الجمع ذاتی ہے اس لئے
کہ بعد غور دیکھئے تو الحجر شجر میں سلب حمل اولی ناقص ہوتا ہے اس لئے کہ نفی شجریتہ اسم حجر
میں ماخوذ ملحوظ ہے اور یہ نہ ہو تو پھر تمیز ہرگز متصور نہیں اور کسی اور نبی کا بعد نبی آخر الزماں
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہونا مورد امتناع بالغیر اس لئے کہ وہاں کوئی نفی پہلے ماخوذ
نہیں ہو یہ خرابی لازم آئی۔

ہاں سوا اسکے ایک اور صفت مسلمہ کی نفی لازم آتی ہے جس سے وہی سلب الشی
عن نفسہ لازم آتا ہے سنئے۔

حجر و شجر میں باہم حمل جو ممتنع ہے تو اس وجہ سے ممتنع ہے کہ اسم حجر اپنی مسمے
کے لئے ممیز عن الغیر ہے اور اس بات کو ضرور ہے کہ بالاجمال اوروں کی نفی ملحوظ ہو اس
میں شجر ہو یا کوئی اور سو بعد لحاظ نفی شجریت اگر ایجاب شجریتہ ہوا تو الشجر لیس بشجر
کا اقرار لازم آئے گا علیٰ ہذا القیاس حیوان اور لا انسان میں جو باہم منع خلو ہے تو اس کی وجہ
بھی یہی ہے کہ لا انسان اور ماوراء انسان سب کو شامل ہے اور حیوان انسان اور نیز اور انواع
کو شامل ہے اس صورت میں اگر خلو تجویز کیا جائے تو یہ معنی ہوں کہ نہ حیوان ہے اور نہ لا انسان
یوں کہا کہ لا انسان نہیں تو یہ معنی ہوئے کہ انسان ہے اور انسان کہنا خود مستلزم
ا ہے سو وہی قصہ پھر ہو گیا الحیوان لیس بحیوان۔

کہ ممکنات کا وجود اور کمالات وجود سب عرضی ہیں اس اشتباہ کے مٹا دینے کے لئے کافی تھی کیونکہ ہم تو آپ کو چھوڑ کر آپ کی نظیر کو بھی ممکن ہی سمجھتے ہیں واجب اور ممتنع نہیں سمجھتے والعاقل تکفیہ الاشارۃ۔

ہمارا تو یہ عقیدہ ہے

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ [1]

بعد اس عرض معروض کے گذارش یہ ہے کہ

آپ نے فقط اتنا ہی سوال کیا ہے کہ نظیر نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تو کیا سمجھتا ہے ممکن یا ممتنع بالذات یا ممتنع بالغیر دلیل نہ آپ نے پوچھی نہ میں نے بیان کی البتہ تمیز امتناع و امکان کو مرتبہ بداہت تک پہنچا دیا ہے چنانچہ تحقیق امتناع و امکان و ضرورت کو اور نیز جوابات سابقہ کو اگر بغور آپ ملاحظہ فرمائیں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ درباره امکان ذاتی نظیر نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کو شبہ نہ رہے گا۔

وَاللّٰہُ یَہْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ اَللّٰهُمَّ اهْدِنَا فِیْمَنْ هَدَیْتَ وَعَافِنَا فِیْمَنْ عَافَیْتَ [2]

محذور ثانی

انبیاء تحتانی میں خاتمیت اضافی بھی ثابت نہیں ہو سکتی

خاتمیت سید الاوّلین والآخرین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو آیت خاتم النبیین سے بعبارۃ النص ثابت ہے اور منبع فیض جمیع انبیاء سابقین ولاحقین ہونا آیت ؛

---

[1] میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے بندے اور اسکے رسول ہیں۔

[2] اور [illegible] ہے سیدھے راستے کی طرف ہدایت دیتا ہے اے ہمارے اللہ ہمیں وہ ہدایت دے جو تیرے [illegible] وہ عافیت دے جو تیرے نزدیک عافیت ہے۔

الٰهی انت عبدی و انا ربك او كما قال[1]

آپ کو یاد ہی گا خدا تعالےٰ کے یہاں ایسی بڑی غلطی بوجہ صحت مطلب قابل عفو ہے

تو آپ اتنی غلطی پر کیا نظر فرماتے ہیں کہ بجائے معنی اصطلاحی معنی لغوی کیوں مراد لئے

ہاں یہ فرمایئے کہ اصل مطلب تو صحیح رہا اگر اصل صحیح ہے تو پھر آپ کو کیا انکار ہے

اور یہ ارشاد کہ آپ نے من الغیب سے مراد من المخلوق رکھی ہم بقرینہ تشبیہ واجب

الوجود عام سمجھے اس ہیچمدان کو موجب حیرت ہے مولٰینا! ایسی تشبیہات میں یہ دھوکے

ہیں تو اب آیت؛

مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ[2]

سے یوں ہی سمجھے ہوں گے کہ کسی طاق میں ایک فانوس ہے اس میں نعوذ باللہ خدا ء

عالم رونق افروز ہیں علیٰ ہٰذا القیاس آیت؛

ضَرَبَ لَكُمْ مَّثَلًا مِّنْ اَنْفُسِكُمْ هَلْ لَّكُمْ مِّنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ[3]

سے یہی سمجھتے ہوں گے کہ خدا اور بندوں میں اتنا ہی فرق ہے جتنا آقا اور غلام میں ہوتا

ہے مولٰینا! آپ انصاف تو فرمائیں کہ مسلمانوں میں کوئی ایسا بھی ہوگا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وآلہٖ وسلم کو مستغنی عن اللہ وعن صفاتہ سمجھے اور اگر بالفرض کوئی ایسا ہوگا بھی تو انہیں لوگوں

میں ہوگا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو امتناع نظیر میں نظیر خداوندی سمجھتے ہیں آخر یہ

قول بھی تو اوسی کی جانب راجع ہے آپ کو جیسے اس مثال سے یہ دھوکا ہوا تھا ایسے ہی مثال

آفتاب کو دیکھ کر جو پاس ہی لگی ہوئی ہے اس شبہ کو مٹا لینا تھا اور یہ بھی نہ سہی یہ عرض

---

[1] یا الٰہی تو میرا بندہ ہے اور میں تیرا رب او کما قال (العیاذ باللہ)

[2] اس کے نور کی مثال ایسی ہے جیسے ایک فانوس ہو اور اس میں ایک چراغ ہو اور چراغ شیشے میں رکھا ہوا ہو

[3] ... لئے تم میں سے ہی مثال بیان کی کیا تمہارے لئے وہ لوگ ہیں جن کے تمہارے داہنے ہاتھ مالک ہیں

... ذی)

جواب

امکان و امتناع ذاتی اور امکان بالغیر

مولینا! بندہ کمترین امکان اور امتناع ذاتی کو باہم مقابل یک دیگر سمجھتا ہے پر امتناع بالغیر کو مقابل امکان نہیں سمجھتا بلکہ ممتنع بالغیر کو منجملہ ممکنات سمجھتا ہے اور کیونکر نہ سمجھے اوّل تو لفظ بالغیر ہی اس جانب مشیر ہے کہ امتناع ناشی عن الذات اور مقتضائے ذات نہیں اس صورت میں بالضرورت یہی کہنا پڑے گا کہ ایسی ممتنعات میں امکان ذاتی ہوتا ہے، کیونکہ اگر امکان بھی نہ ہو تو پھر ضرورت ہو اور ظاہر ہے کہ ماہیات ضروری الوجود پر امتناع کسی قسم کا عارض نہیں ہو سکتا دوسرے ممتنعات بالغیر ممکنات ذاتی نہ ہوں گے تو منجملہ ضروریات ذاتی یا ممتنعات ذاتی ہوں گے بہر حال ممتنع بالغیر کہنا کسی طرح درست نہ ہوگا۔ جب یہ بات ذہن نشین ہوگئی تو اب سنئے کہ۔

یہ کمترین اتیان محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نظیر محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جو بجمیع الوجوہ مساوی فی المراتب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہو ممکن بالذات اور ممتنع بالغیر سمجھتا ہے اور امکان سے یہاں وہی امکان مراد لیتا ہے جو ممکنہ خاصہ میں مراد ہوا کرتا ہے۔

الحاصل جو ماہیت ایسی ہو کہ اس میں اور وجود میں نسبت امکان خاص ہو اس کو ممکن بامکان خاص سمجھتا ہوں اور جو ماہیت ایسی نہ ہو تو دو حال سے خالی نہیں یا تو اس میں اور وجود میں نسبت ایجابیہ ضروریہ ہوگی یا نسبت سلبیہ ضروریہ یعنی ضرورت اوصاف سلب میں سے نہ ہو بلکہ مسلوب ہو۔ پہلی قسم کو اقسام واجب میں سے سمجھتا ہوں دوسری قسم کو اقسام ممتنع میں سے باقی انحصار نسبت ان تین قسموں میں ایسا نہیں جو کوئی اہل علم متامل ہو۔

نہ سمائیں کہ ہمارے مولوی صاحب نے چھ خاتم نظیر ایسے کہ مدعیان امکان مماثل ثابت کر دیئے بحکم آنکہ الغریق یتعلق بکل حشیش اگرچہ دل میں تو سمجھیں گے کہ نظیر ہونا تو کیا خاتم اضافی ہونا بھی ابھی ثابت نہیں ہوا اگر غنیمت ہے سر اٹھانے کو تو بگہ ملی آنسو تو پوچھ گئے اگرچہ خوبی تو اس میں تھی کہ مشبہن بھی کلام الٰہی تھا اپنی اطلاق پر رہتا اور مماثلہ مطلقہ ثابت ہو جاتی مگر کیا کیجئے شاید مولوی صاحب تکفیر مخاصین سے ڈرتے ہیں۔

جواب

خاتمیت اضافی کے ثبوت اور امکان نظیر کے بغیر افضلیت محمدی کا ثبوت مشکل ہے

یہ اعتراض فقط اعتراض ہی نہیں عتاب بھی بہت کچھ ہے مولینا! اس تقریر میں اعتراض تو فقط اتنا ہے کہ اثر معلوم مماثلہ مطلقہ کا خواستگار ہے اور اس کا قائل بجز مبتدع اور کوئی نہیں ہو سکتا مسلمان کو یہ جرأت نہیں ہو سکتی مگر تماشہ ہے تعریض ابتداع تو اس نابکار پر ہو اور وجہ ابتداع کو آپ ہی اس نابکار سے سلب کرتے ہیں، اے حضرت! اس صورت میں اس تعریض کا کیا محل تھا اگر فرمانا تھا تو یوں فرمانا تھا کہ مقصود قاسم ہیچمیدان اور یہ اثر باہم متخالف ہیں مولینا! غصہ سے کام نہیں چلتا ذرا انصاف کے وقت خدا تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر میری اس تقریر کو جو دربارۂ تحقیق تشبیہ جواب[1] محذور خامس منجملہ محذورات عشرہ میں لکھ چکا ہوں ملاحظہ فرمائیں انشاءاللہ تعالیٰ یہ خلجان دل سے نکل جائے گا اور اگر تس پر بھی وہی مرغی کی ایک ٹانگ چلی جائے تو آپ تصحیح تشبیہ مَثَلُ نُورِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ

---

[1] ...پر ملاحظہ فرمائیں۔
...نور کی مثال ایسی ہے جیسے ایک فانوس ہو اور اس میں چراغ ہو۔

تناظر کے لئے تعدد ضروری ہے

لیکن اگر برا نہ مانئے تو یہ گذارش ہے کہ تناظر کے لئے تعدد تو ضروری ہے بجمیع الوجوہ وحدت کو اس سے علاقہ نہیں اگر بجمیع الوجوہ واحد مطلوب ہے تو اس کو نظیر کیوں کہتے ہو اس کا حاصل تو یہ ہوگا کہ جزئی متعدد نہیں ہو سکتی سو اس میں کسی کو کلام نہیں اگرچہ بایں خیال کہ اہل تحقیق کے نزدیک جزئی میں بھی تکثر انطباقی ممکن ہے تکثر انقسامی نہ سہی اور یہی وجہ ہے کہ جزئی واحد اذہان کثیرہ میں بذات خود حاصل ہو سکتی ہے اور اسی بناء پر باوجود تجدد امثال وحدۃ جزئیہ نہیں جاتے ہاں یوں کہئے کہ اس تکثر کے مقابلہ میں بھی جو وحدۃ ہو وہ بھی مطلوب ہے۔

مگر ہاں یہ گذارش ہے کہ جب بحث تناظر ہے اور تعدد لازم تناظر کی اجازت ہے تو اس قسم کا نظیر تو خاتمیت زمانی میں بھی ممکن ہے وجہ اسکی یہ ہے کہ خاتمیت زمانی ہو یا مرتبی بہرحال ایک اضافت بین الخاتم والمختوم ہے اور اضافت کے تحقق کے لئے جو کچھ تحقق متضائفین اور منتسبین ضرور ہے تو بالضرور تناظر نسبت میں تناظر منتسبین بھی ضرور ہوگا ورنہ تناظر نہ ہوگا وحدۃ ہوگی اس لئے کہ بین النسبتین نسبت واحد ہوا کرتی ہے دو نہیں ہوتی ایک قضیہ میں ایک ہی نسبت کی گنجائش ہے سو اگر قضیہ واحدہ میں نسبت متعدد مطلوب ہیں تو یہ طلب تو ایسے ہے کہ کسی جزئی کو متعدد کرنا چاہیں اور ظاہر ہے کہ اس صورت میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کے ساتھ یہ کمال مخصوص نہ رہے گا اور کچھ اس میں تعظیم نکلے گی اور نہ اس میں شور امتناع کی کچھ حاجت اس کا منکر ہی کون تھا یہ بات تو عام علماء میں مسلم تمام عوام کے نزدیک محقق اگرچہ وہ کثرت جس پر تجدد امثال دلالت کرتا ہے تمام جزئیات میں موجود اور اس وجہ سے امکان امثال جملہ ممکنات خواہ سید الکائنات
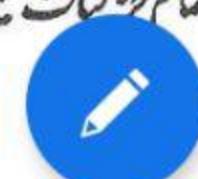
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوں یا کوئی اور ثابت ۔

اور اگر نظیر بمعنی اصلی مطلوب ہے تو سنیئے بعد لحاظ خاتمیت زمانی بھی نظیر خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ممکن ہے اور اگر اب بھی ممتنع ہے تو یوں کہو خدا تعالیٰ ایسا عالم اور کوئی نہیں بنا سکتا تو ہمارا تو ایسے خدا کو سلام ہے آپ کا خدا ایسا عاجز خدا ہوگا ۔

باقی رہا وعدہ سو اس کا حال آپ کو معلوم ہی ہو چکا کہ اسکی وجہ سے امتناع نظیر عالم ہو یا امتناع نظیر نبوی خاص صلی اللہ علیہ وسلم امتناع بالغیر ہی ثابت ہوتا ہے امتناع بالذات ثابت نہیں ہوتا اور اگر ہوتا ہے تو بیان فرمایئے ۔

اور اگر بوجہ گذر جانے زمانہ کے یہ خیال ہے کہ اب نظیر حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نہیں ہو سکتا تو یہ امتناع بھی امتناع بالغیر ہے بالذات نہیں آخر وقت گذشتہ تو یہ امتناع نہ تھا ابھی یہ بات قدرت سے خالی ہو گئی اور اگر اسی قید کے ساتھ مطالبہ دعوی امتناع ذاتی ہے تو اس کا کیا جواب ہے کہ زمانہ بھی منجملہ ممکنات ہے اور مثل دیگر ممکنات [illegible] اس میں بھی اسی تجدد امثال کی گنجائش ہے اور یہ پہلی معروض ہے ہو چکا کہ تناظر میں وحدت نہیں ہوتی تعدد ہوتا ہے اور اگر بعد ازیں پھر وہی قید ہے تو ہماری طرف سے بھی وہی جواب ہے اگر یہ ہے تو تناظر نہ رہے گا وحدت ہو جائے گی اور یہ بھی نہ سہی زمانہ حادث بھی ہوگا تو اس کا مثل اگر دوسرا زمانہ ہو تو وہ مصحح تناظر ہوگا ہاں امتناع نظیر زمانہ ثابت کیجئے تو البتہ کچھ بولنے کی گنجائش ملے یا قدم وجوب زمانہ ثابت ہو تو بات ٹھکانے لگے ۔

مولینا! اس کلام کو غور سے دیکھئے گا سرسری بات نہ سمجھئے گا اضافات میں الظرف والمظروف کا بھی وہی حال ہے جو اور اضافات کا ۔

کو ایسے صاحب کمال کا ثانی بنا دینا کچھ دشوار نہیں بلکہ اس کی قدرت لا انتہا کے سامنے ایسے ایسے
افراد غیر متناہی کا بنا دینا ایسا ہی آسان ہے جیسا خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیدا کرنا۔

ولا یمسہ لغوب

مولینا! مدعیان امتناع کے لئے آپ کی اس شد و مد سے بحیثیت تاخر زمانی نظیر خاتم
زمانی کو ممتنع ذاتی لکھنا اور معتقدوں کے حق میں بحکم آنکہ الغریق یتعلق بکل حشیش دربارہ
امتناع ایک دستاویز رجسٹری شدہ ہوگی جامہ میں پھولے نہ سمائیں گے گلی کوچہ میں کہتے
پھریں گے ہمارے مولینا نے امتناع نظیر ثابت کر دیا اگرچہ دل میں تو سمجھیں گے کہ ثابت
ہونا کجا عدم وقوع بھی ابھی ثابت نہیں آخر اثر عبد اللہ بن عباس موجود ہے جملہ خاتم النبیین صلی اللہ
علیہ وسلم موافق تقریر گذشتہ بمعنی خاتم المراتب معارض ہے نہ بمعنی آخر النبیین معارض پھر
تس پر مولینا عبد العزیز کے نزدیک تشبیہ مساوات کلی پر دال مگر غنیمت ہے سر اٹھانے کو
ی آنسو تو پوچھ گئے اگرچہ خوبی تو اس میں تھی کہ خاتم النبیین کلام الٰہی ہے بمعنے خاتم المراتب
لیتے جو اپنے اطلاق پر رہتا اور بظاہر دربارہ کمالات مساوات ممتنع نظر آتی اگرچہ امتناع کجا اور
حسب ارشاد مولوی عبد العزیز صاحب بوجہ دلالت تشبیہ نبی کنبیکم مساوات مطلقہ پر اثر
ابن عباس بھی بظاہر باطل ہو جاتا اگر بطلان کجا مگر شاید مولوی صاحب بوجہ لزوم انکار قدرت الٰہی تکفیر مخاصمین سے ڈرتے ہیں

مولینا! آپ کے کلام سے کچھ ایسا مترشح ہے کہ آپ نظیر نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کو دربارہ کمالات ممکن سمجھتے ہیں خیر اس کا جواب تو یہ ہے کہ شکر بد حال تو جزاک اللہ کار
انصاف یہی ہے ہاں نظیر میں اگر خاتمیت زمانی بھی ملحوظ ہو تو پھر آپ اس کو ممتنع بالذات سمجھتے
ہیں سو اگرچہ ہم کو بھی اس سے کچھ مطلب نہیں۔

ہے نہ تقدم علم کی حاجت اسلئے اطلاق خدا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی منقول ہے اور عرف عام میں بھی شائع اور کتب عقائد میں بھی مسطور باقی یہ کہنا کہ یہ رسالہ بمعنے ارسال الی البشر ہے خواہ الی الانبیاء ہو خواہ الی العوام جیسے منکر و نکیر کی نسبت ارسال الی الملائکہ نہیں تو یہ بات بظاہر بجا ہے مگر وصول احکام خداوندی ملائکہ رتبہ سافلہ تک بوسیلہ ملائکہ عظیم الشان ایسا نہیں جو کوئی انکار کر سکے ۔ ہاں یہ بات مسلم کہ وہاں کفر متصور نہیں سو اس باب میں مماثلت و عدم مماثلت کے بیان سے رسالہ تحذیر میں فارغ ہو چکا ہوں۔

اب اور سنئے اگر بالفرض بقیاس افلاک اراضی میں انبیاء ثابت نہیں ہو سکتے تو نہ سہی بقیاس زمین کل میں یا بعض میں رسل کا ثبوت لازم ہوگا اس لئے کہ مماثلت تو طرفین ہی سے ہے اس صورت میں اور بھی کچھ نہیں تو آپ کی وہ نہیں تو باطل ہو جائے گی جو آپ نے اس طرح فرمائی ہے جب کہ نہیں پس نہیں

خاتمیت اضافی کا ثبوت

باقی رہا در بارۂ خاتمیت اضافی آپ کا یہ ارشاد کہ اگر ثابت بھی ہو جس سے تضعیف ثبوت مترشح ہے اگر بایں معنی ہے کہ ثبوت مثل ثبوت اعتقادیات نہیں تو مسلم مگر اسکو اس بحث سے کیا علاقہ دوسرے میں کب اس کا قائل ہوں بلکہ خود اس کا منکر ہوں چنانچہ اوپر عرض کر چکا۔

اور اگر مطلق ثبوت سے انکار ہے تو ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ بعد تسلیم خاتمیت مرتبی جسکا تسلیم کرنا بوجوہ معروضۂ اوراق سابقہ ضرور ہے اور بعد تصدیق اثر ابن عباس جسکا اقرار بعد تصحیح محدثین لازم ہے کیونکہ یہ بات ثابت نہیں ہو سکتی درصورت خاتمیت زمانی ۔۔۔ کی نظر آتی ہے اور اضافی خاتمیت کی طرف رجوع دعوائے بے دلیل ہو جاتا

ہے پر خاتمیت مرتبی لیجئے تو پھر یہ مماثلت مشار الیہ ہر نبی کیلئے بالضرور خاتمیت اضافی ہی کی طرف مشیر ہوگی

ہاں جرح روایت مد نظر ہے تو اس کا جواب ہمارے پاس عقلی تو کچھ نہیں اگر ہے تو یہی تصحیح محدثین مذکور ہے سو جن کا ہم نے ذکر کیا وہ ایسے ہیں کہ قسطلانی اور سیوطی ان کے مقابل نہیں ہو سکتے اور اگر ہوں بھی تو ہمارا کیا نقصان ہم در پے تصحیح اثر نہیں غرض اصلی رفع تعارض اور رد قول قائلان تعارض تھا سو وہ بحمد اللہ ایسی طرح ہو گیا کہ آپ کو یا کسی کو انشاء اللہ تعالیٰ مجال دم زدن باقی نہیں رہی تصحیح وہ استطراداً کی گئی تھی سو بالفرض والتقدیر اگر اثر مذکور غلط ہو تو معنے مذکور غلط نہیں ہو سکتے یعنی خاتم النبیین کے ان معنوں میں اس وجہ سے کچھ خرابی نہیں آتی واللہ اعلم و علمہ اتم

محذور سوم

مخالفت اجماع کا الزام

خاتم بمعنے آخر الانبیاء مطلقاً مجمع علیہ علماء امت ہے اور آپ کے نزدیک بھی اس پر اجماع منعقد ہو گیا ہے اور حدیث لا نبی بعدی جسکا متواتر المعنی ہونا مسلم آپ کا بھی ہے مؤید اسکی ہے پھر خلاف حدیث اور اجماع کے آیۃ خاتم النبیین کے معنے ایسے لکھنے جس سے چھ نبی خاتم کیا ہزار دو ہزار یا لاکھ دو لاکھ بعد خاتم مطلق بھی ہونا جائز ہو بلکہ بہتر ہو تا کہ افضلیت بڑھ جائے کیا اس کو ابتداع نہیں کہتے کیا ایسا شخص پورا سنی رہ جاتا ہے کیا اسکو تفسیر بالرائے نہیں کہتے۔ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِي اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ

[illegible] کی پناہ مانگتے ہیں اپنے نفس کی شرارت سے اور اپنے اعمال کی برائی سے جسے اللہ ہدایت دے [illegible]راہ نہیں کر سکتا اور جسے وہ گمراہ کرے اسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا۔

مراد لی وہ مبتدع ہے بلکہ آپ اتنا ہی دکھلا دیجئے کہ خاتم النبیین کے یہی معنی ہیں ہاں یہ مسلم کہ خاتمیت زمانی اجماعی عقیدہ ہے۔

رہی یہ بات کہ وہ کہاں سے ماخوذ ہے اجماعی نہیں مگر آپ کو شاید عبارت شفاء پر نظر ہو گی سو اسکا جواب بندۂ کمترین مولوی محمد علی صاحب کے سوالات کے جواب میں لکھ چکا ہے۔ اس کو ملاحظہ فرمالیجئے گا

الغرض قول صاحب شفاء بمقابلہ تاویلات و تخصیصات ملاحدہ ہے نہ بغرض اثبات ارادہ خاتمیت زمانی بطور دلالت مطابقی ہے تو پھر یہ مراد ہے کہ اس سے زیادہ کی اجازت نہیں ہو اور ہو تو کیونکر جیسے انسان پر حیوان کی دلالت مطابقی ہے ایسے ہی فرس پر بھی مطابقی ہے سو ایسا یہاں بھی سمجھئے کہ کوئی شخص اگر دلالت علی الانسان کو مطابقی کہے تو جیسے اس سے منع ارادۂ فرس لازم نہیں آتا ایسے ہی یہاں بھی خیال کیجئے۔

پھر تو تس پر آپ حدیث کو مؤید معنی کس غرض سے بتلاتے ہیں اگر یہ غرض ہے کہ خاتمیت زمانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے حق ہے تب تو انکار ہی کسے ہے اور اگر یہ غرض ہے کہ حدیث سے مدلول مطابقی ہونا خاتمیت زمانی کا ثابت تو ہوتا ہے تو فرمائیے حدیث کے کونسے الفاظ اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ یہ حدیث خاتم النبیین ہی کی تفسیر ہو سکتی ہے جیسے اور حدیثوں سے اور مضامین ثابت ہوتے ہیں اس حدیث سے یہ مضمون ثابت ہو گیا خواہ خاتم النبیین کی تفسیر ہو خواہ نہ ہو مولینا گستاخی معاف آپ کو تو ابھی اس اجماع کی حقیقت بھی معلوم نہیں جو در بارۂ ثبوت عقائد و احکام حجت ہوتا ہے اب گذارش قابل یہ ہے کہ فضیلت نبوی صلے اللہ علیہ وسلم کا ثابت کرنے والا اگر مبتدع ہے اور آپ کے نزدیک بدعت کے یہی معنی ہیں تو البتہ یہ کمترین بتدع ہے ورنہ سمجھ فرمائیے کون ہوتا ہے۔

نعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا من یہدی
اللہ فلا مضل لہ و من یضللہ فلا ھادی لہ

جواب محذور رابع

حرف آخر

سو بعینہ محذور سادس منجملہ محذورات عشرہ ہے جسکا جواب لکھ چکا ہوں مگر بطور تنبیہ پھر یہ گذارش ہے کہ اس اعتراض کی بناء فقط مخالفت اثر مذکور وآیت خاتم النبیین بالمعنے المسلم وبالمعنی المجمع علیہ ہے مگر موافقت ومخالفت کا حال اوراق گذشتہ کے دیکھنے والوں کو خوب معلوم ہو چکا ہے اس لئے بطور اختصار اتنا ہی بیان کافی ہے کہ دونوں طرح یہاں موافقت ہیں مخالفت نہیں سو اعتراض از قبیل بناء فاسد علی الفاسد ہے فقط

وآخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العٰلمین والصلوۃ والسلام
علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین فقط

جواب

مخالفت اجماع کا الزام صحیح نہیں

حاصل اعتراض کا یہ ہے کہ خاتمیت مرتبی مخالف مراد قرآنی ہے جو بالاجماع مراد ہے اور نیز مخالف حدیث ہے اور اس وجہ سے اس، تفسیر کو تفسیر بالرائے کہنا چاہیئے اور اسکے قائل اعنی قاسم کو اعاذہ اللہ من الابتداع مبتدع مگر معلوم نہیں کہ ان معنوں کو مولٰینا مخالف اجماع کیونکر سمجھتے ہیں اجی حضرت مخالفۃ تو جب ہوتی جب کہ معارض معنی آخریت زمانی ہوتا معنی مختار احقر تو مثبت خاتمیت زمانی ہیں معارض ہونا کجا۔

اگر امر مجمع علیہ کو تسلیم کر کے کوئی نکتہ زائد کہنا بدعت ہے تو میں کیا تمام مفسرین اور حضرات صوفیہ کرام مبتدع ہوں گے خیر مرگ انبوہ جشنے وارد غنیمت ہے آپ نے تنہا ہمیں پر عنایت نہیں فرمائی دور دور تک آپ کے ارادے ہیں۔

مولٰینا! پہلے مخالفت و موافقت کے معنے سمجھئے پھر بدعت و سنت کی تعریف مقرر کیجئے لکن تفسیر بالرائے کی کوئی تفسیر کیجئے اس کے بعد یہ اعتراضات زبان پر لائیے تفسیر بالرائے کی تقریر آخر تحذیر میں مرقوم ہے پہلے اسکے ابطال سے فراغت پائیے تب کہیں تعریض تفسیر بالرائے کیجئے نہ یہ ابتداع ہے نہ یہ تفسیر بالرائے نہ مخالفت اجماع۔

مولٰینا! اوّل تقریر تحذیر پر تو خاتمیت زمانی مدلول التزامی خاتم النبیین ہوگا اور دوسری تقریر پر مدلول مطابقی ہاں خاتمیت زمانی مع شئی زائد ثابت ہوگی۔

اگر آپ مخالفت اجماع ثابت کرتے ہیں تو کسی کتاب میں یہ بات نکال کر لائیے کہ اہل اجماع یہ فرما گئے ہیں کہ خاتمیت زمانی سے زیادہ مراد لینا نہ چاہیئے جو خاتمیت مرتبی

کا خاتم ہے پس خاتمیت مطلقہ لغتہً اور عرفاً اظہر من الشمس فی نصف النہار سمجھی گئی نہ صرف تاخر زمانی کلام الٰہی جامع بلیغ فی غایۃ البلاغت ہے اگر صرف تاخر زمانی بیان کرنا ہوتا تو فرماتا جو آخر الانبیاء زماناً مگر چونکہ اظہار رتبۂ محمدی صلے اللہ علیہ وسلم منظور تھا اس لئے لفظ خاتم اختیار فرمایا۔ تبارک اللہ احسن المتکلمین

اب ثبوت افضلیت تو اسی آیت سے ہوگیا آپ کی توقع کے خلاف ہوا فضل الٰہی سے ہمارا ذہن تو پہونچ گیا دعا کرتے ہیں کہ آپ کا ذہن بھی پہونچ جائے اور موصوف بالذات کہنے سے باز آویں۔ لا تقنطوا من رحمۃ اللہ پر عمل فرمایئے توقع قطع نہ کیجئے۔

ثبوت افضلیت اور اسپر دلائل

اس آیت کے سوا اور آیات بھی ثبوت افضلیت پر دال ہیں قطع نظر حدیث و اجماع جیسے آیت رحمۃ للعالمین و کنتم خیر امۃ الآیت واذ اخذنا میثاق النبیین الآیۃ وغیرہ ذلک مگر افضلیت چونکہ امر ثابت ہے اور اس کا کوئی مسلمان منکر نہیں معلوم ہوتا تو اسکے اثبات میں تطویل لاطائل ہے اور ثبوت افضلیت اگر حدیث و اجماع سے بھی کریں تو بھی ایسا نہیں جس سے کوئی مسلمان انکار کر سکے ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ جو حدیث یا اجماع آپ پیش کریں اسکی سند میں کلام کرے یہ آپ کو چاہیئے کہ حدیث یا اجماع بے سند نہ ظاہر کریں مگر آپ نے تو موصوف بالذات ہونے کے ثبوت میں اجماع تو کیا کوئی حدیث ضعیف بھی نہ لکھی جس سے کوئی انکار کرتا یا نہ کرتا آپ نے تو صرف ایک خیال محال باندھا ہے پھر اسکے اتباع کی [illegible] قع ہیں اگر اتباع میں ذرا بھی قصور پاتے ہیں تو کیسے کیسے عتاب فرماتے ہیں۔

اثر ابن عباس کو بظاہر رد کرتی تھی اسکے رفع معارضہ کے واسطے اس قدر تکلیف اٹھائی خاتم کے معنی لغوی چھوڑ کر موصوف بالذات کے معنی لئے مینہہ سے بھاگ کر پرنالہ کے تلے آکھڑے ہوئے جو کوئی اس معنے سے انکار کرے یا اسکے خرابی کا اظہار کرے اس کو دھمکاتے ہیں کہ میں تو افضلیت ثابت کرتا ہوں تو اس سے انکار کرتا ہے بے اس معنی کے افضلیت کب ثابت ہو سکتی ہے۔

اے حضرت افضلیت کا ذکر کیا ذکر ہے معارضہ حدیث و آیت کا تو خاتمیۃ مطلقہ میں ہے آپ نے رفع معارضہ حد کے واسطے خاتم کو اپنے معنی لغوی سے پھیر کر موصوف بالذات کے معنی پر لیا فقیر نے ان معنی کو محال سمجھ کر انکار کیا تو آپ فرماتے ہیں کہ تو موجبات افضلیت سے انکار کرتا ہے۔

اسکی مثل ایسی ہے کہ کوئی نصرانی کسی نصرانی کے سامنے ابن اللہ ہونے عیسٰی علیہ السلام پر دلیل لاوے دوسرا اسکی عنان گیری کرے اور کہے کہ تو کیا کہتا ہے کہیں عبداللہ بھی ابن اللہ ہوتا ہے اس کے جواب میں پہلا نصرانی دوسرے سے کہے کہ تجھ کو بھی عیسٰی علیہ السلام سے ضد معلوم ہوتی ہے جو موجبات افضلیت سے انکار کرتا ہے۔

اور اگر آپ کی یہ غرض ہے کہ آیت صرف خاتمیت کے واسطے مسوق نہیں ہوئی بلکہ افضلیۃ کے واسطے بھی مسوق ہے تو یہ مسلم ہے مگر ثبوت افضلیت مبنی پر خاتمیت مطلقہ ہے اور خاتمیت آپ کے معنے کی موقوف ہے موصوف بالذات ہونے خاتم پر اور یہ محال ہے جیسے گذرا پس وہ افضلیت جسکے آپ درپے تھے ثابت نہ ہوئی ہاں ہمارے معنے سے بخوبی ثابت ہے لفظ خاتم صرف تاخر زمانی پر نہیں دلالت کرتا بلکہ افضلیت پر بھی دال ہے اسلئے کہ محاور اہل لسان کا ہے کہ جب کوئی شخص کسی وصف میں اپنے اقران سے افضل ہوتا ہے تو کہتے ہیں کہ وصف اس پر ختم ہے مثلاً کہتے ہیں پہلوانی اس پر ختم ہے نفاست اس پر ختم ہے اسی کے موافق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ نبوت میرے ممدوح پر ختم ہے یہ سب نبیوں

اور اگر وجہ امتناع ذاتی وحدۂ خداوندی ہے تو وحدہ خود دلیل امکان ہے اور اگر کوئی اور دلیل ہے تو ہم بھی مشتاق بیٹھے ہیں ہم بھی تو ان اسرار کو دیکھیں اور دلائل سے بہرہ مند ہوں جن کے بھروسے آپ مدعی امتناع ذاتی نظیر محمدی صلے اللہ علیہ وسلم ہوئے اور ان کے پیتے توحید محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو بطور رند کو رمنجملہ ارکان ایمان سمجھا۔

ہاں مولینا! آپ کو خدا ہی کی قسم ہے دریغ نہ فرمائیے گا جب چھیڑ چھاڑ ہی ٹھیری تو آپ اپنی کر گذریئے ہمیں بھی انشاءاللہ آپ سے نبٹنا ہے مگر خدا کے لئے امتناع ذاتی کی طرح وحدت ذاتی کے بدلے وحدت بالعرض کی آڑ میں نہ لڑیئے گا اور استدلال معروض الجواب کی طرح سوال از آسمان وجواب از ریسماں نہ برتئے گا ہماری طرف سے یہ یاد رہے اپنے بھی ہاتھ میں قلم ہے انشاءاللہ خدا کو منظور ہے تو ہر طرح سے ہر میدان میں ہمیں جیتیں گے یہ گذارش خلاف عادت طبعی آپ کی ناانصافیوں کے پیتے ہے ورنہ ہم تو آپ کی رضامندی کا دم بھرتے تھے آپ کی سلامت طبعی کو گاتے پھرتے تھے جب آپ اس چال چلے تو آپ کی تفریح طبع کے لئے ہمیں بھی یہی راہ اختیار کرنا پڑا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر وصف میں موصوف بالذات نہیں

اور سنیئے آپ فرماتے ہیں ہر وصف میں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو موصوف بالذات نہیں سمجھتے اگر موافق محاورۂ اہل لسان اس کا یہ مطلب ہے کہ کسی وصف میں آپ موصوف بالذات ہیں کسی میں نہیں تو فرمائیے میں نے کہاں اس کے خلاف کہا ہے میں خود کہتا ہوں کہ نبوت میں آپ موصوف بالذات، خاتمیت میں موصوف بالعرض اور کیوں نہ ہوں اوصاف اضافیہ ذوات مفردہ کے حق میں اوصاف عرضیہ ہوتے ہیں اوصاف ذاتیہ نہیں ہوتے [illegible] مجعولیت لوازم ذات کے لئے مجعولیت ذات کافی ہوتی ہے اور کسی کی طرف التجا

سات زمینوں کے بارے میں صوفیاء کا نظریہ

ثانیاً یہ کہ آیت اگرچہ بظاہر معارض اثر ابن عباس کے ہے مگر یہ معارضہ بدون اثبات
انفضلیت بلا تکلف رفع ہو سکتا ہے اس حدیث کی تصحیح صوفیاء کرام نے بھی کی ہے
جن کو آپ اس کا اہل نہیں سمجھتے ان کی نااہلی آپ کے اہلوں کی اہلیت سے بڑھی ہوئی ہے
انہوں نے حدیث کو صحیح فرمایا ہے اور اسکے معنی ایسے بیان کیے کہ آیت سے معارض نہیں
فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن عباسؓ اس قول میں اشارہ طرف عالم مثال کے فرماتے ہیں کہ
اللہ جل شانہٗ کے لیے سات زمین عالم مثال میں ہیں کہ ہر زمین میں آدمؑ سے لے کر تمہارے نبی تک
اور ایک روایت میں عباسؓ تک ہر ایک کی مثال موجود ہے۔

دیکھئے اب اس حدیث سے تعدد مثالی ظلی لازم آیا اور یہ منافی وحدت شہادت اصلی
کا ہرگز نہیں چنانچہ ایک شخص کے گرد متعدد آئینہ نصب کیے جائیں تو ہر آئینہ میں مثال موجود
ہوگی مگر اسکی وحدت شخصیہ خارجیہ میں کچھ خلل نہیں آئے گا دیکھنے والے ہر آئینہ میں اسی ایک
کو موجود کہیں گے اسی طرح یہاں پر ہر زمین میں وہی ایک خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
رونق افروز ہیں۔

مولانا صاحب! اس پر عقیدہ جمائیے کہ کوئی نبی دوسرا گو خاتم اضافی ہو بعد خاتم مطلق
کے ہرگز نہیں ہو سکتا اور خاتم مطلق دوسرا تو مع ہو یا کسی یا وقت میں بھی ممکن نہیں بسبب
مستلزم ہونے الخاتم لیس بخاتم کے ممتنع بالذات ہے کما تریقین ہے کہ جب الحجر لیس
بحجر کو ممتنع بالذات سمجھا ہے تو الخاتم لیس بخاتم بھی ممتنع بالذات سمجھیں گے اور امتناع
بالذات لازم کا مستلزم امتناع بالذات ملزوم کا ہونا مسلم ہے اسی بنا پر الحجر شجر

کہ ہم امکان ہی کے قائل تھے فعلیت نظیر محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قائل نہ تھے اور آپ اپنی خبر لیجئے یہ عذر جو بمقابلہ اثر مذکور متبادر از گناہ نکلا بالجملہ اقرار انعکاس ضروری ہے پھر جب مرأۃ واحد یعنی موطن مثال والعکاس واحد ہے تو اگر ذی عکس متعدد نہ ہوں گے تو زمانہ یہ تعدد خواتم فی عالم المثال کہاں سے آئے گا اس صورت میں آپ کا ارشاد خود ہمارے مطلب کی دلیل ہو جائے گا۔ غرض جیسے آئینہ واحد میں اگر ذی عکس ایک ہو تو ایک ہی عکس ہوتا ہے اور متعدد ہوں تو متعدد ایسے ہی موطن مثال کو خیال فرمایئے۔

ہاں زمانہائے مختلفہ میں حدوث امثلہ کثیرہ علی سبیل التناوب فی الحدوث ممکن ہے سو یہ وہ احتمال ہے جو آگے مذکور ہے یعنی اگر جزئیات عالم شہادت خاصکر ذات ختمی مآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ یا ہر مثال بنائی گئی ہو یعنی ایک کو بنایا اور پھر معدوم کر دیا پھر دوسرے کو بنایا اور معدوم کر دیا علے ہذا القیاس تو اوّل تو یہ معنی بشرط فہم اس اثر اور اس آیت کے پاس کو بھی نہیں پھٹکتے بشہادت ذوق وفہم تمام عالم سبع سموٰت وسبع اراضی مجتمعہ فی زمان واحد مراد ہیں دوسرے اس طرح سے بننا بنانا اگر کسی سے بروئے مکاشفہ منقول ہے تو اس کے لئے کوئی تعداد نہیں بلکہ اگر ثابت ہوگا تو یا عدم العلم ثابت یا لاتناہی فی جانب الماضی۔

اور اگر یہ مطلب ہے کہ ظلال وعکوس محمدی کہ چھ جا موجود ہیں تو آپ ہی انصاف سے کہئے میں نے اور کیا کہا تھا جس پر یہ شور وغوغا احباب جناب ہے مگر اس صورت میں جیسے ظلال دس آئینہ موجودات عالم مثال میں سے ہیں اور خود آئینہ موجودات عالم شہادت میں سے ہے نقشۂ کمالات انبیاء اراضی سافلہ موجودات عالم مثال میں سے ہوگا اور خود ذوات انبیاء علیہم السلام موجوداتِ عالم شہادت میں سے ہاں یہ کہئے کہ یہ بات وجود ثانی نقشۂ کمالات پر عالم شہادت میں دلالت نہ کرے گی۔

خاتمیت زمانی مجمع علیہ خاتمیت مرتبی کے منافی نہیں

اور سنئے آپ خاتمیت زمانی کو معنی مجمع علیہ فرماتے ہیں اگر یہ مطلب ہے کہ خاتمیت زمانی مجمع علیہ ہے خاتم النبیین سے ماخوذ ہو یا اور کہیں سے تو اس میں انکار ہی کسے ہے اور اگر یہ مطلب ہے کہ لفظ خاتم النبیین سے مراد ہونا مجمع علیہ ہے تو اس میں ہمارا کیا نقصان ہے جو یہ آپ پردہ میں آوازہ خرق اجماع کسنے ہیں تحذیر کو غور سے دیکھا ہوتا اس میں خود موجود ہے کہ لفظ خاتم تینوں معنوں پر بدلالت مطابقی دلالت کرتا ہے اور اسی کو اپنا مختار قرار دیا تھا اور اگر یہ مطلب ہے کہ سوائے خاتمیت زمانی اور معنوں کا مراد لینا مخالف اجماع ہے تو اول تو آپ ہی فرمائیں کہ خاتمیت مرتبی جو مشیر الی الافضلیت ہے آپ نے کیوں مراد لی دوسرے عنایت کر کے اتنا بھی فرمانا تھا کہ وہ اجماع کب منعقد ہوا بلکہ آپ کے طور پر تو جمع بین الحقیقت والمجاز یا جمع بین المعانی المشترکہ لازم آئے گو العاقل تکفیہ الاشارۃ۔

صحت حدیث میں صرف صوفیا کا قول مستند نہیں

اور سنئے آپ حضرات صوفیہ کرام قدس اللہ اسرارہم کے ذمہ تصحیح اثر لگاتے ہیں اول تو یہ فرمائیے کہ تصحیح بیان معنی محتمل الوقوع سے کیونکر لازم آتی ہے یعنی جیسے میں نے اثر مذکور کے ایک معنے لکھے اور یہ کہا کہ ہم تکلیف عقیدہ نہیں دے سکتے پر اگر یہ اثر صحیح ہے جیسے محدثین فرماتے ہیں تو پھر صحیح ہی ہوگا تو اثر مخالف خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نہیں الخ ایسے ہی اگر انہوں نے بفرض صحت کچھ فرمایا ہو تو اتنا فرمانا جیسے معارض صحت نہیں مفید صحت نہیں بلکہ اگر وہ کسی حدیث کو صحیح کہیں تو تنہا ان کا قول قابل استناد و اعتماد نہیں

کہیں دھوپ کہیں چاندنی ایسے ہی منجملہ لوازم ذات بشریہ ایک لازم کا نام بوجہ تفاوت
مراتب کہیں نبوت ذاتی ہوا کہیں نبوت عرضی کہیں الہام کہیں علم وادراک وشعور احکام
فطریہ کہیں قابلیہ علم مذکور موصوف بالذات کو بوجہ اختتام مراتب مجازاً معنی خاتم کہدیا تو
کیا جرح ورنہ زید کا معنی مجازی اسد ہونا غلط نہ ہو جائے مگر جیسے بوجہ تجوز ایک جا موصوف
بالذات کو معنی خاتم کہا تھا معنی حقیقی کی طرف بھی بہت تصریحات موجود ہیں

معنی حقیقی خاتم تو میرے نزدیک بھی وہی آخر ہے مگر تقدم وتاخر کی تین انواع ہیں منجملہ
تقدم وتاخر مراتب بھی ہے جہاں کبھی مبدأ اس طرف قرار دیتے ہیں اور بجانب علیا آخر ہو جاتی
ہے کبھی مبدا ادھر ہوتا ہے اور آخر ادھر ہو جاتا ہے خدا تعالیٰ کا اول وآخر ہونا اور رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اول آخر ہونا اسی قسم کا ہے خاتم النبیین میں مبدأ اُدھر ہے منتہیٰ ادھر
اول ما خلق اللہ نوری میں مبدا ادھر ہے اور منتہیٰ ادھر بالجملہ مفہوم موضوع لہ خاتم میں کچھ تصرف
نہیں فقط مجازاً بوجہ قرینہ سیاق ایک جا شاید معنی موصوف بالذات لکھدیا ہے۔

مگر اس قسم کے مضامین کہ تقدم وتاخر انواع ثلثہ پر اسی طرح دلالت کرتا ہے جیسے انواع
مختلفہ پر حیوان یا یہ بات کہ موصوف بالذات پر فیض ختم ہو جاتا ہے یا یہ جیسے آفتاب پر سلسلۂ
فیض نور ختم ہے ہمارے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر فیض نبوت ختم ہوتا ہے اس بات
کے سمجھ لینے کے لئے کافی تھا کہ خاتم بمعنی آخر ومتاخر ہے۔

مگر خیر پھر بھی آپ کو کچھ نقصان نہیں اگر خاتم بمعنی موصوف بالذات بطور حقیقت لیجئے
تو در صورت تولد نبی دیگر بعد نبی آخر الزماں صلے اللہ علیہ وسلم الخاتم لیس بخاتم بمعنی سلب الشئ
عن نفسہ پھر بھی لازم نہیں آتا کیونکہ حاصل اس جملہ کا اس صورت میں یہ ہوگا الموصوف بالذات
لیس بخاتم زمانی اور اگر دوسرا بھی موصوف بالذات ہو تب بھی کچھ خرابی نہیں الموصوف بالذات
لیس بموصوف بالذات یا المتاخر الزمانی لیس بمتاخر الزمانی تو لازم آتا ہی نہیں لازم آتا ہے

تھے آپ کو زمانہ مستقبل میں واقع ماننا پڑے گا۔

ہاں اگر نبوت منجملہ ممکنات نہ ہوتی اوصاف وجودیہ بسیطہ غیر مرکب من العدم سے ہوتی یعنی اوصاف واجبہ میں سے ہوتی تو پھر صفات مشترکہ بین الواجب والممکن میں سے ہوتی اور ممکنات میں مکتسب من اللہ ہوتی جبکہ یہ معنی ہوتے کہ خداوند تعالیٰ شانہ نبی تھا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت اسکی نبوت کا ایسی طرح پرتوہ ہے جیسے علم محمدی صلے اللہ علیہ وسلم اسکے علم کا پرتوہ۔

نبوت سے اگر وہ بات مراد ہے جو بعد تولد محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں عطا ہوئی وہ تو واقعی بعد الوجود ہے مگر جس نبوت کی طرف حدیث وآدم منجدل الخ مشیر ہے وہ اگر لازم ماہیت ہو تو کیا جرح اور اس کے بطلان پر کیا دلیل

تحذیر الناس میں خاتم کے معنی مرادی اور اسکی توجیہ

ہاں خاتم بوجہ اطلاق ودلالت سیاق وسباق وقرائن وشواہد مسطورہ فی التحذیر خاتمیت مرتبی پر دلالت کرتا ہے جس سے نبوت کا لازم ماہیت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہونا لازم آتا ہے نبوت لازم ذات شخصیہ محمدیہ صلے اللہ علیہ وسلم ہے اور اس ذات میں کوئی آپ کا یا کسی اور کا شریک نہیں ہوسکتا اور اگر ماہیت نوعیہ ہی مراد لیجئے تو اس پر کیا دلیل ہے کہ مرتبہ بشریۃ ہی ماہیت نوعیہ ہے ہزاروں کلیات ایک ایک فرد میں مجتمع ہوتی ہیں پھر بشریۃ اگر حقیقۃ محمدیہ صلے اللہ علیہ وسلم ہے تو اس کا متواطی ہونا کہاں سے ثابت ہوگیا بلکہ اختلاف آثار سے ظاہر ہے کہ کلی مشکک ہے اور اس وجہ سے لوازم بشریۃ میں بھی تفاوت ہے جیسے نور متفاوت المراتب میں مراتب مختلفہ کے نام جدے جدے ہوگئے

مگر یہ وصف خاتمیت اوصاف ضروری النبوت میں سے نہیں ورنہ لازم ذات ہو اور تنہا ہوں یا اوروں کے ساتھ آپ کا خاتم ہونا ضروری ہو سو یہ ایسی بات ہے جیسے آسمان و سقف وغیرہ کے نہ ہونے پر بھی زمین کو تحت کہئے یا اولاد نہ ہونے پر کسی کو والد کہئے اور جب یہ وصف ضروری النبوت لذات نہ ہوا تو اس کا زوال ممکن ہوا مگر امکان زوال خاتمیت بے امکان وجود نبی دیگر ممکن نہیں ۔

زمین وزماں اور کون ومکاں کو شرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے ہے نہ کہ آپکو انکی وجہ سے!

علاوہ بریں خاتم بمعنی الآخر زمانا ہو تو افراد النبیین سب کے خارجیہ ہوں گے کیونکہ افراد مقدرہ میں سے تو وہ بھی ہیں جو بعد میں فرض کئے جائیں اور ظاہر ہے کہ آپ ان کے خاتم نہیں یوں بھی نہیں کہہ سکتے کہ جیسے الانسان الناطق انسان مطلق کے افراد خارجیہ اور مقدرہ میں سے نہیں گو اطلاق افراد اس پر صحیح ہو یعنی فرد مفروض ہو ایسے ہی نبی مفروض بعد النبی صلے اللہ علیہ وسلم افراد مقدرۃ النبیین میں سے نہیں اس لئے کہ مفہوم ناطق مفاد مفہوم ناطق ہے جو انسان میں ماخوذ ہے اور نبی مفروض بعد الخاتم میں کوئی ایسا مفہوم نہیں جو مفہوم النبیین کے مخالف نہ ہو اس صورت میں آپ کی خاتمیت اضافی ہو گی مطلق نہ ہو گی اور ظاہر ہے کہ کسی اور نبی کے پیدا ہونے سے خاتمیت اضافیہ زائل نہیں ہو سکتی افراد خارجیہ کے تو بہرحال آپ خاتم ہی رہے ہاں ہمارے طور پر افراد مقدرہ کے لینے کی گنجائش ہے مگر ہم کو کیا ضرورت ہے جو خود کہئے ۔

الغرض کسی اور نبی کے پیدا ہونے سے اگر خاتمیت جاتی ہے تو ہمارے طور پر جاتی ہے آپ کے طور پر نہیں جاتی اس صورت میں اس دلیل سے آپ کو کیا فائدہ علاوہ بریں

اگر وصف خاتمیت زمانے میں آپ کا نظیر ممتنع بھی ہوا تو آپ کو کیا فائدہ اور ہمارا کیا نقصان ہمارا مطلب تو یہ ہے کہ ایسے صاحب کمال خدا تعالےٰ اور بنا سکتا ہے جب آپ یوں کہتے ہیں پس نظیر ان علیہ السلام کا اوّلیت اور آخریت میں ممتنع بالذات اور اوصاف اُخر میں ممکن بالذات تو فیصلہ ہو گیا وصف خاتمیت سے تو نہ ہم کو بحث ہے نہ مولینا محمد اسمٰعیل شہید علیہ الرحمۃ کو بحث تھی اگر تھی تو باعتبار کمال تھی سو خاتمیت یا اوّلیت زمانی کچھ کمال نہیں ورنہ زمانہ سے افضلیت کا استفاضہ ماننا پڑے گا یہ معنی ہوں گے زمانۂ اوّل آپ پیدا ہوئے وہ اشرف تھا آپ بھی اشرف ہوں گے سو یہ غلط۔

ہمارا تو یہ اعتقاد ہے کہ زمین و زمان اور کون و مکان کو آپ سے شرف ہے آپ کو ان سے شرف نہیں

جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ میں اسلام و کفر مراد ہیں ان کے حق و باطل ہونے کے یہ معنی ہیں کہ اعتقاد اسلام و کفر کا مُخبر عنہ حق و باطل ہے ورنہ اسلام و کفر کو باعتبار وجود اسلام و کفر دیکھئے تو دونوں حق و متحقق ہیں ایسے ہی توحید کے حق و باطل ہونے کو سمجھئے وہ اگر فعل عبد ہے تو کفر و اسلام بھی فعل عبد ہے اور اسکی اضافت خدا کی طرف ایسے ہے جیسے عبادت خدا کی اضافت اور یہ نہ سہی اگر وحدۃ کی جا مجازاً توحید کہدیا تو کیا ہوا آپ لفظ مولود شریف کو دیکھئے کاہے کے لئے موضوع ہوا ہے اور کہاں بولا جاتا ہے۔

خاتمیۃ لزوم نبوۃ کا نام نہیں اتصافِ ذاتی نبوۃ کا نام ہے

اودھر آپ ابھی کہہ آئے ہیں اور خاتمیت نام تھا لزوم نبوت کا انتہیٰ" اور یہ ارشاد خاتم کے بمعنی موصوف بالذات ہونے پر مبنی ہے لیکن اس صورت میں اگر کہنا تھا تو یوں کہنا تھا اور خاتمیۃ نام ہے اتصاف ذاتی نبوت کا مگر ظاہر ہے، لزوم نبوۃ صفت نبوت ہے اور اتصاف بالنبوۃ

تو یہ لازم آتا ہے کہ الموصوف بالذات متعدد سو یہ ہمارے لئے کیا مضر ہے مضر تھا تو وقوع تھا جب اس کو فرض کیا جائے تو اس میں کیا خرابی ہے ہاں یہ صحیح کہ اگر خاتم مرادف موصوف بالذات ہو تو پھر محمد خاتم النبیین تضیہ ضروریہ لیکن اس کا ضروریہ ہو جانا ہم کو مضر نہ ہوگا آپ کو مفید نہ ہوگا۔

مگر جب انصاف ہی ٹھہرا تو پھر سچی بات ہی کیوں نہ کہئے قضیہ محمد خاتم النبیین میں میرے نزدیک بھی خاتم کا مفہوم تو وہی ہے جو اوروں کے نزدیک ہے پر بنا خاتمیت موصوفیہ بالذات پر ہے جس کا مصداق ذات محمدی صلے اللہ علیہ وسلم اور جب خاتم کا وہی مفہوم مراد ہے تو پھر قضیہ محمد خاتم النبیین بیشک ممکنہ ہے ضروریہ ہرگز نہیں ورنہ اوصاف اضافیہ کا انفکاک ممکن نہ ہو اور لازم ذات کہنا پڑے یعنی درصورت فرض عدم مخلوقیت انبیاء دیگر فی الزمان الماضی بھی آپ کو خاتم کہیں اور درصورت عدم سماء وسقف زمین کو تحت کہیں اور درصورت عدم اولاد والد کا اطلاق درست ہو

ممتنع نظیر بالذات کے لئے احاطہ بکل شئ لازم ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اگر ممتنع النظیر بالذات کہئے تو دو حال سے خالی نہیں۔

اگر سارا خزانہ وجود خداوندی آپ کو مل گیا اور اس لئے دوسرے کی گنجائش ہی نہیں تب تو امتناع نظیر مسلم مگر خدا تعالے کے نظیر کا واقع ہونا بھی مسلم خدا تعالیٰ بکل شئ محیط تھا دوسرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی محیط نکلے اور چونکہ سارا وجود اپنے قابو میں ہے تو پھر دوسرے بھی نہیں اسی کا نام وجوب ہے۔

اور خاتمیت اور آپ کی مفعولیت اور مختومیت آپ کو ماننی پڑے گی اس لئے میں اسی بات کا متوقع ہوں کہ آپ نے جب واسطۂ فیض ہی کہا ہے تو دربارۂ نبوت آپ کو واسطہ فی الوجود ہی سمجھ کر کہا ہوگا اور فیوض میں واسطہ فی الثبوت سہی۔

مضمون مسطور کے بعد دربارۂ توافقِ اصطلاح و تخالف اصطلاح اور لکھنے کی حاجت نہیں مگر ہاں جب مخالف اصطلاح ہی نہیں تو پھر ایہام شرک بھی نہیں ہو سکتا اور ہے تو آپ بھی موصوف بالذات کے وہی معنے لکھتے ہیں اور لفظ موصوف بالذات اور وں پر بولتے ہیں اگر میرے حق میں یہ بات موہم شرک ہے تو آپ کے حق میں بھی موہم شرک ہے میں تو نام ہی کا عالم ہوں آپ بفضلہ تعالیٰ کام کے عالم ہیں اپنے سے بھی مواخذہ ضرور ہے۔

غرض میں نے معنی اصطلاحی سے انکار کیا نہ اب انکار ہے ہاں ہضما للنفس اور احتیاطاً لکھا تھا کہ اگر مجھ سے مخالفت اصطلاح ظہور میں آجائے تو مستبعد نہیں کتابوں پر مجھ کو ایسی نظر نہیں جیسی ہوا کرتی ہے سنی سنائی بعضی باتیں یاد ہیں یا کبھی کی دیکھی بھالی یاد ہیں مگر جو کچھ یاد ہے اپنے نزدیک یقینی ہے اگر غلطی معلوم ہو جائے گی تو مخالفت اصطلاح کا انشاء اللہ اقرار کیا جائے گا مگر چونکہ اپنے نزدیک جو کچھ معنی اصطلاح قدیم ہے لکھ چکا ہوں تو وہ مخالفۃ مخالفۃ مقصود احقر نہ ہوگی از قبیل اصطلاح جدید ہو جائے گی ولا مشاحۃ فی الاصطلاح ہاں معنی مقصود اگر لکھے نہ جاتے تو پھر البتہ محل اعتراض تھا۔

اور امتناع بالغیر میں کلام ہے اپنا دین و ایمان ہے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی اور نبی کے ہونے کا احتمال نہیں جو اس میں تامل کرے اسکو کافر سمجھتا ہوں۔
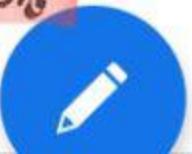
بوجہ استفادہ من الشمس بمعنی عرضی بالعرض اس لئے اضافت افاضۃ نور الی القمر مجازی ہے اور الی الشمس حقیقی اس صورت میں جو موصوف بالذات ہوگا وہی مفیض حقیقی ہوگا مگر آپ اتحاد معنون سے ہمیشہ ترادف سمجھ جاتے ہیں اسلئے یہ خرابی پیش آتی ہے اور یا خدانخواستہ بوجہ مخاصمت فی مابین بات کو رلا لا دیتے ہیں اگر یہ ہی ہے تو انصاف سے بہت بعید ہے اور اول ہے تو کچھ عیب نہیں غلطی بھی آدمی ہی سے ہوتی ہے مگر بعد تنبیہ اہل فہم و انصاف مان بھی لیا کرتے ہیں سو ہمیں تو آپ کے ذوق فقیری سے یہی امید ہے کہ یہ عرض اب آپ تسلیم ہی فرمائیں گے واللہ اعلم بحقیقۃ الحال رہا یں آپ یہ صحیح سمجھے مجھ کو دعوی نہیں امکان غلطی کا انکار نہیں اور دربارۂ تحذیر مجھ کو اب تک کوئی غلطی اپنی معلوم نہیں ہوئی جتنے اعتراض اطراف و جوانب سے میرے پاس آئے ان میں کوئی ایسا معلوم نہیں ہوا جو برفع انصاف مطلب احقر میں قادح ہو باقی یہ میں دعوے نہیں کرتا کہ مجھ سے غلطی ہو ہی نہیں سکتی اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو مفیض کہنا اور واسطہ فیض جمیع عالم کہنا خود اس جانب مشیر ہے کہ آپ واسطہ فی العروض سمجھتے ہیں واسطہ فی الثبوت نہیں سمجھتے ہاں اگر یہ تجویز کیجئے کہ معدن نبوت مثل خم رنگریز آپ کا محل تصرف ہو جیسا خم رنگریز محل تصرف رنگریز ہوا کرتا ہے ایسے ہی معدن نبوت محل تصرف محمدی صلے اللہ علیہ وسلم ہو جیسے رنگنا اور رنگ کا لگانا رنگریز کے اختیار میں ہوتا ہے ایسے ہی اعطاء نبوت آپ کے ہاتھ میں ہو تو البتہ مفیض ہونا تو صحیح ہوگا پر ایں وجہ کہ نبوۃ منجملہ اوصاف ہے اس معدن نبوت کے حق میں وصف ذاتی ہوگا اور انبیاء باقی علیہم السلام کے حق میں عرضی اور خود حضور فیض گنجور کے حق میں نہ ذاتی نہ عرضی آپ کا نبی کہنا ہی غلط ہو جائے گا چہ جائیکہ خاتم النبیین یا افضل الانبیاء ہوں اور اگر بفرض محال اس صورت میں آپ کو نبوت حاصل بھی ہو تو نبوت عرضی ہی ہوگی ذاتی پھر بھی اس معدن نبوت ہی کے لئے رہے گی جس سے اسکی افضلیت

وجوانب ناخنہا، ملال بدل پارہ پارہ ام زدو بدگمانیہا ازاعیان روزگار بدلم نقش بست وباین یک خلش چہ خرابیہا کہ نخاست مقتضاء اخوۃ اسلامی ہمہ مبدل بعداوۃ نفسانی شد نظر بریں چہ غم وغصّہ کہ برخود نمیداشتم واز دیگران چہ شکایتہا بدلم نبود مگر الحمد للہ المخدوم بوجہ انصاف پرستی ایں قصّہ را کوتاہ کردند وقلم از دست انداختند باقی ماند ایں کہ اولیۃ زمانی یا آخریۃ زمانی از کمالات ست یانی اکنوں قابل بحث نماند ورنہ دریں بارہ دیگر قلم فرسائیہا موجب تکدر خاطر خواہد شد۔

خلاصہ خیالات ما دریں بارہ انیست کہ اولیّت زمانی یا آخریۃ زمانی بحیثیت جہات مختلفہ از ہماں خاتمیت مرتبی زادہ اند ما آں را از معلولات ومسببات اصل کمال میدانم واو شاں برعکس قرار میدہند یعنی نزد ما بناء اولیۃ شفاعۃ واولیۃ مخلوقیت وخاتمیت ہماں اولیۃ ذاتی وخاتمیۃ مرتبی ست کمال ذاتی آں سرور علیہ الصلوٰۃ والسلام وعلیٰ آلہ الکرام

بدل گئے اس وجہ سے اپنے آپ پر ہی غصہ آتا ہے دوسروں سے دل میں کیا شکایت پیدا ہوگی مگر الحمد للہ کہ آنجناب نے انصاف پر عمل کرتے ہوئے اس مباحثہ کو ختم کر کے قلم ہاتھ سے رکھ دیا۔ باقی یہ کہ اولیت زمانی یا آخریت زمانی کمالات ہیں یہ کوئی قابل بحث بات نہیں کیونکہ اس بحث میں الجھنے کے بعد مزید قلم گھسانا باہم طبیعتوں میں تکدر کا باعث ہو سکتا ہے مختصراً اس بارہ میں میرا نظریہ یہ ہے کہ اولیت زمانی یا آخریت زمانی بحیثیت جہات مختلفہ خاتمیت مرتبی ہی کے اجزاء ہیں۔ میں اصل کمال معلولات ومسببات کو گردانتا ہوں اور وہ حضرات اس کے برعکس دوسری بات کو لیتے ہیں دوسرے لفظوں میں میرے نزدیک اولیت شفاعت، اولیت مخلوقیت اور خاتمیت کی بناء پر اولیت ذاتی اور خاتمیت مرتبی ہونا آنحضرت سرور علیہ الصلوٰۃ والسلام وعلیٰ آلہ الکرام کے کمال ذاتی کی وجہ سے ہے۔ اولیت وآخریت اس کے مقتضیات سے ہے۔ اولیت وآخریت وجہ کمال اور مقتضاء علت وسبب نہیں ہے اسکی مثال یوں

مقتضی این اولیة و آخریة شد اولیة و آخریة سرمایہ کمال و علت و سبب مقتضی آں نیست
و این بداں ماند کہ تخم و بیخ را اولیة زمانی بوجہ ہماں اولیة ذاتی میسر آید کہ از سببیة و علیة آں
ہویداست و ثمر را آخریہ ظہور از خوبی ذاتی و مقصود بہ آں بدست آید کہ از علت غائیش پیدا
است قصہ برعکس نیست این نتواں گفت کہ اصل را تقدم زمانی بدست افتاد یا ثمر را مقصودیة
و علت عالی از تاخر زمانی را و اکنوں آنمخدوم را اختیار ست کہ کمال ذاتی را اصل آں ثمر ند
یا تاخر زمانی را علة کمال دانند و مبحوث عنہ بودن نظیر آخریة زمانی مسلم مگر تسلیم امتناع آں
بطور تنزل بود ورنہ در جواب اول آنچہ دریں بارہ معروض شد خود محفوظ خواہد بود بلکہ یاد
دارم بعقیدۂ مشارٌ الیہ و آں نامہ اول ہم اشارہ کردہ ام مگر شاید بوجہے از خیال آں مخدوم
رفتہ باشد یا بوقت قلت التفات نظر بر عریضہ احقر ینداختہ باشد، والسلام خیر ختام۔

الراقم :۔ محمد قاسم

سمجھئے کہ بیج اور جڑ کو بوجہ اولیت ذاتی کے اولیت زمانی حاصل ہوتی ہے کیونکہ وہ اس کا ظہور
اس علت اور سبب کی وجہ سے ہی ہوتا ہے۔ اور پھل کا آخر میں ظہور اسکی ذاتی خوبی کی وجہ سے ہوتا
ہے اور مقصود ہاتھ آجاتا ہے کہ علت سے انتہا پیدا ہوتی ہے۔ اس کے برعکس معاملہ نہیں
ہوا کرتا یہ نہیں کہا جاتا کہ تقدم زمانی سے اصل ہاتھ آیا یا ثمر جو کہ مقصود ہے اور علت عالی تاخر زمانی
سے حاصل ہوتی ہے اور یہ آنمخدوم کو اختیار ہے کہ کمال ذاتی کو اصل قرار دیں یا تاخر زمانی کو کمال
کی علت کہیں اور زیر بحث مسئلہ میں نظیر آخریت زمانی کا نہ ہونا تو مسلم ہے مگر اس کا ممتنع تسلیم کرنا
بطور تنزل کے ہے ورنہ اپنا عقیدہ تو پہلے خط کے جواب میں تحریر کر چکا ہوں۔
یادش بخیر کہ اپنے عقیدہ مذکورہ کی طرف پہلے خط میں اشارہ کر چکا ہوں لیکن شاید
وجہ سے آنمخدوم کے خیال سے وہ نکل گیا ہو یا احقر کا عریضہ پڑھتے وقت عدم توجہی سے
کام لیا ہے۔ والسلام خیر ختام

راقم :۔ محمد قاسم

مگر اثر مذکور کے معنے متعلق عالم شہادت کی تکذیب بھی قبیح سمجھتا ہوں بعد ثبوت صحۃ ایسی تاویلات رکھے کر کے کیا معنی جنکو دلالۃ مطابقی اور محاورہ اہل لسان سے کچھ علاقہ نہ ہو رواۃ احادیث صحیح الاسناد کی نسبت حسن ظن ضرور۔

پھر اگر معنی موافق محاورہ اہل لسان تو تسلیم نہ کیا جائے تو بظاہر معنی مرادی نبوی صلے اللہ علیہ وسلم کی تکذیب نظر آئے گی ہاں اگر مخالفت نصوص تو یہ ہوتی تو کیا مضائقہ تھا لیکن منکران اثر کو دعاوی سے تھا مخالفت خاتم النبیین کا دعوٰی تھا سو وہ بفضلہ تعالٰی ایسی طرح مبدل ہوگیا کہ کہئیے البتہ ان معنوں کی صحۃ کو موصوف بالذات ہونا خاتم کا ضرور ہے اور اس پہ بوجوہ انکار تھا جیب سب وجوہ انکار پہ جواب معروض ہوئے تو مقتضائے انصاف یہ نہیں کہ تسلیم نہ کیجئے۔

خواتم اضافیہ سے افضلیت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم

باقی رہی یہ بات کہ بہت ہوں گے تو اور افضلیت ہیں تہ تی معلوم ہوگی انہیں لوگوں کے مقابلہ میں تھے تو مذکور کو مخالف افضلیت محمدی صلے اللہ علیہ وسلم سمجھ کر تسلیم نہ کرتے تھے غرض یہ تھی کہ چھ اور ہوں گے تو افضلیت میں نقصان نہ ہوگا فضیلت کو بظاہر اور ظہور زیادہ ہو جائے گا بطور تمنا زائد علی السنۃ نہیں کہا تھا جو آپ یہ فرماتے ہیں ایسے واہیات سے قلم روکنا چاہیئے تعجب ہے کہ انکار اثر صحیح الاسناد تو واہیات میں سے نہ ہو منکران اثر کو تو آپ کچھ نہ فرمائیں اور مجھے یہ ارشاد فرمائیں بلکہ انصاف سے دیکھیئے تو انکار معنی اثر صحیح الاسناد جو موافق محاورہ اہل لسان ہوں منجملہ واہیات ہے، اور بطور فرض یہ کہنا کہ اگر ہزار دو ہزار اور مستفیض ہوں تو آپ کی افضلیت میں کچھ کمی نہ آجائے گی بلکہ اور رفعۃ